کتاب مستطاب

الشافی

ترجمہ

اُصول کافی

جلد دوم

مترجم و شارح علامہ ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مد ظلہ العالی نقوی الامروہوی

ناشر
ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

چونتیسواں باب

آئمہ علیہم السلام کے سوا کسی نے پورا قرآن جمع نہیں کیا ان کے پاس کُل قرآن کا علم تھا

(بابُ) ۳۴ .

اَنَّهُ لَمْ يَجْمَعِ الْقُرْآنَ كُلَّهُ اِلَّا الْاَئِمَّةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَاَنَّهُمْ يَعْلَمُونَ عِلْمَهُ كُلَّهُ

۱. مُحَمَّدُبْنِ يَحْيىٰ، عَنْ أَحْمَدَبْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ مَحْبُوب، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي الْمِقْدَامِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ: مَا ادَّعىٰ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ أَنَّهُ جَمَعَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ كَمَا أُنْزِلَ إِلاّ كَذّابٌ وَمَا جَمَعَهُ وَحَفِظَهُ كَمَا نَزَّلَهُ اللّٰهُ تَعَالىٰ إِلّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام وَالْأَئِمَّةُ مِنْ بَعْدِهِ عَلَيْهِم السلام.

۱۔ جابر سے مروی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ سوائے جھوٹے کے اور کسی نے موافق تنزیل پورے قرآن جمع کرنے کا دعویٰ نہیں کیا سوائے علی ابن ابی طالبؑ اور ان کے بعد کے آئمہ علیہم السلام کے موافق تنزیل نہ کسی نے اس کو جمع کیا اور نہ حفظ کیا۔

۲. مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ عَمّارِ بْنِ مَرْوَانَ، عَنِ الْمُنَخَّلَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام أَنَّهُ قَالَ: مَا يَسْتَطِيعُ أَحَدٌ أَنْ يَدَّعِيَ أَنَّ عِنْدَهُ جَمِيعَ الْقُرْآنَ كُلِّهِ ظَاهِرِهِ وَبَاطِنِهِ غَيْرَ الْأَوْصِيَاءِ.

۲۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے یہ فرمایا کسی کی یہ طاقت نہیں کہ یہ دعویٰ کرے کہ اس کے پاس ظاہر وباطن قرآن کا پورا پورا علم ہے سوائے اوصیاء علیہم السلام کے۔

۳. عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ أَبِي هَاشِمِ الصَّيْرَفِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُصْعَبٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَاجَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ: إِنَّ مِنْ عِلْمِ مَا أُوتِينَا تَفْسِيرَ الْقُرْآنِ وَأَحْكَامَهُ وَعِلْمَ تَغْيِيرِ الزَّمَانِ وَحَدَثَانِهِ، إِذَا أَرَادَاللّٰهُ بِقَوْمٍ خَيْراً أَسْمَعَهُمْ وَلَوْ أَسْمَعَ مَنْ لَمْ يَسْمَعْ لَوَلّٰى مُعْرِضاً كَأَنْ لَمْ يَسْمَعْ، ثُمَّ أَمْسَكَ هُنَيْئَةً، ثُمَّ قَالَ: وَلَوْ وَجَدْنَا أَوْعِيَةً أَوْمُسْتَرَاحاً لَقُلْنَا وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانَ.

۲۳ . اَلْحُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّی بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِیسَی الْقُمِّیِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَیْمَانَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ أَبِی عَبْدِاللّٰهِ علیه السلام فِی قَوْلِهِ: " وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَیٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ (کَلِمَاتٍ فِی مُحَمَّدٍ وَعَلِیٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَالْأَئِمَّةِ علیهم السلام مِنْ ذُرِّیَّتِهِمْ)فَنَسِیَ" هٰکَذَا وَاللّٰهِ نَزَلَتْ عَلَیٰ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ وَ سَلَّمْ.

۲۳۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیت لقد عہدنا کے متعلق فرمایا کہ وہ کلمات تھے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اوران آئمہ کے متعلق جوان کی ذریت سے ہونے والے تھے آدم ان کو بھول گئے واللہ محمدؐ پر یونہی نزولِ آیت ہوا۔

۲۴ . مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیَیٰ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَیْنِ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ شُعَیْبٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَیْلِ عَنِ الثُّمَالِیِّ، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ علیه السلام قَالَ: أَوْحَی اللّٰهُ اِلَیٰ نَبِیِّهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمْ " فَاسْتَمْسِکْ بِالَّذِی أُوحِیَ اِلَیْکَ إِنَّکَ عَلَیٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِیمٍ" (سوره الزخرف ۴۳/۴۳) قَالَ: إِنَّکَ عَلَیٰ وَلَایَةِ عَلِیٍّ وَعَلِیٌّ هُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیمُ.

۲۴۔ آیہ "اے رسول مضبوطی سے قائم رہواس پر جوتمہیں وحی کی گئی ہے کہ تم صراط مستقیم پر ہو" امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدانے فرمایا کہ اے رسولؐ تم ولایت علی پر قائم رہواور علی صراط مستقیم پر ہیں۔

۲۵ . عَلِیُّ بْنُ اِبْرَاهِیمَ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَرْقِیِّ، عَنْ أَبِیهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ مَرْوَانَ، عَنْ مُنَخِّلٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ علیه السلام قَالَ: نَزَلَ جَبْرَئِیلُ علیه السلام بِهٰذِهِ الْآیَة عَلَیٰ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمْ هٰکَذَا : بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ أَنْفُسَهُمْ أَنْ یَکْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ (فِی عَلِیٍّ) بَغْیاً". (سوره البقره ۲/۹۰)

۲۵۔ آیہ "بُرا ہے جوانہوں نے خریدا اپنے نفسوں کے لئے بایں طور کہ انکار کیا اس چیز سے جواللہ نے تم پر نازل کی۔اس کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ علی کے بارے میں جو نازل کیا گیا تھا سرکشی سے لوگوں نے اس سے انکار کردیا۔

۲۶ . وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ مَرْوَانَ، عَنْ مُنَخِّلٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: نَزَلَ جَبْرَئِیلُ علیه السلام بِهٰذِهِ الْآیَةِ عَلَیٰ مُحَمَّدٍ هٰکَذَا: " وَاِنْ کُنْتُمْ فِی رَیْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا

کتاب مستطاب

الشافی

ترجمہ

اُصول کافی

جلد پنجم

مُفسّرِ قرآن عالی جناب ادیبِ اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ رجسٹرڈ

ذکر جنت ہوتو رک جاؤ اور عذاب جہنم سے پناہ مانگو۔

۳. مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ النُّعْمٰانِ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ خٰالِدٍ، عَنْ اَبِى عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام قٰالَ: قُلْتُ لَهُ: فِى كَمْ أَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَقٰالَ: اقْرَأْهُ أَخْمٰاساً اقْرَأْهُ اَسْبٰاعاً، أَمٰا اِنَّ عِنْدِى مُصْحَفاً مُجَزّىً اَرْبَعَةَ عَشَرَ جُزْءاً.

۳۔ راوی نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا کتنے دن میں قرآن ختم کروں فرمایا پانچ دن یا سات دن میں، میرے پاس قرآن کا ایک نسخہ ہے جو چودہ اجزاء پر تقسیم کیا گیا ہے تا کہ ہر ماہ میں دوبار ختم ہو (صاحب الصافی نے اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ حضرت کا مقصد یہ ہے کہ موجودہ قرآن میں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں ہیں اور ہم اہلبیتؑ کے قرآن میں ۱۷ ہزار آیتیں ہیں ہمارا قرآن چودہ اجزاء میں اس لئے رکھا گیا ہے کہ ہم چودہ دن میں سے ہر روز ایک ہزار دو سو چار آیتیں پڑھ کر چودہ دن میں ختم کریں۔

۴. عِدَّةٌ مِنْ اَصْحٰابِنٰا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خٰالِدٍ، عَنْ يَحْيىَ بْنِ اِبْرٰاهِيمَ بْنِ أَبِى الْبِلٰادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِى الْحَسَنِ عليه السلام قٰالَ: قُلْتُ لَهُ: اِنَّ أَبِى سَأَلَ جَدَّکَ عَنْ خَتْمِ الْقُرْآنِ فِى كُلِّ لَيْلَةٍ، فَقٰالَ لَهُ جَدُّکَ فَكُلِّ لَيْلَةٍ فَقٰالَ لَهُ: فِى شَهْرِ رَمَضٰانَ، فَقٰالَ لَهُ جَدُّکَ: فِى شَهْرِ رَمَضٰانَ فَقٰالَ لَهُ أَبِى: نَعَمْ مَااسْتَطَعْتُ فَكٰانَ أَبِى يَخْتِمُهُ أَرْبَعِينَ خَتْمَةً فِى شَهْرِ رَمَضٰانَ، ثُمَّ خَتَمْتُهُ بَعْدَ أَبِى فَرُبَّمٰازِدْتُ وَرُبَّمٰا نَقَصْتُ عَلٰى قَدْرِ فَرٰاغِيى وَشُغْلِى وَنَشٰاطِيى وَكَسَلِى فَاِذٰا كٰانَ يَوْمُ الْفِطْرِ جَعِلْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم خَتْمَةً وَلِعَلٰى عليه السلام أُخْرىٰ وَلِفٰاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلٰامُ أُخْرىٰ، ثُمَّ لِلْأَئِمَّةِ عليه السلام حَتّٰى اَنْتَهَيْتُ اِلَيْکَ فَصَيَّرْتُ لَکَ وٰاحِدَةً مُنْذُصِرْتُ فِى هٰذَا الْحٰالِ فَأَىُّ شَىْءٍ لِيى بِذٰلِکَ؟ قٰالَ: لَکَ بِذٰلِکَ أَنْ تَكُونَ مَعَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰامَةِ قُلْتُ: اللّٰهُ أَكْبَرُ [فَ]لِيَ بِذٰلِکَ؟ قٰالَ: نَعَمْ، ثَلٰاثَ مَرّٰاتٍ.

۴ راوی کہتا ہے میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا کہ میرے باپ نے آپ کے جد سے ہر رات ختم قرآن کرنے کے لئے پوچھا آپ کے جد نے فرمایا کیا ہر رات، میرے باپ نے فرمایا ماہ رمضان کی ہر رات۔ آپ کے جد نے فرمایا کیا ماہ رمضان میں اتنے قرآن پڑھتے ہو میرے باپ نے کہا جی ہاں بشرط طاقت

ووقت میرے باپ رمضان میں چالیس قرآن ختم کرتے تھے باپ کے بعد میں بھی ایسا ہی کرتا تھا کبھی چالیس سے زیادہ کبھی کم بلحاظ اپنی فرصت مشغولیت، جوش اور سستی کے عید الفطر کے روز میں ختم قرآن کا ثواب رسولؐ کو ہدیہ کرتا تھا دوسرے کا حضرت علی کو تیسرے کا حضرت فاطمہؑ کو اس کے بعد اور آئمہ کو آپ تک جب اس حال میں ہوں یعنی اتنا زیادہ پڑھنے کی طاقت رکھتا ہوں پس اس صورت میں میرے لئے کیا اجر ہوگا فرمایا روز قیامت تم ان حضرات کے ساتھ ہوگے میں نے کہا اللہ اکبر میرا یہ مرتبہ ہے فرمایا ہاں (تین بار)

۵. مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيىٰ، عَنْ أَحْمَدِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةِ، قَالَ: سَأَلَ أَبُو بَصِيرٍ أَبَاعَبْدِاللّٰهِ عليه السلام وَأَنَا حَاضِرٌ فَقَالَ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ أَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي لَيْلَةٍ؟ فَقَالَ: لَا، فَقَالَ: فِي لَيْلَتَيْنِ؟ فَقَالَ: لَا حَتّٰى بَلَغَ سِتَّ لَيَالٍ فَأَشَارَبِيَدِهِ فَقَالَ: هَا، ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام : يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ كَانَ يَقْرَاءُ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ وَأَقَلَّ، أَنَّ الْقُرْآنَ لَا يُقْرَأُ هَذْرَمَةً وَلٰكِنْ يُرَتِّلُ تَرْتِيلاً إِذَا مَرَرْتَ بِآيَةٍ فِيهَا ذِكْرُ النَّارِ وَقَفْتَ عِنْدَهَا وَتَعَوَّذْتَ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ: أَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي رَمَضَانَ فِي لَيْلَةٍ؟ فَقَالَ: لَا، فَقَالَ: فِي لَيْلَتَيْنِ؟ فَقَالَ: لَا، فَقَالَ: فِي ثَلَاثٍ؟ فَقَالَ: هَا وَأَوْمَأَبِيَدِهِ نَعَمْ شَهْرُ رَمَضَانَ لَا يُشْبِهُهُ شَيْءٌ مِنَ الشُّهُورِ لَهُ حَقٌّ وَحُرْمَةٌ أَكْثِرْ مِنَ الصَّلَاةِ مَااسْتَطَعْتَ.

۵۔ راوی کہتا ہے میری موجودگی میں ابوبصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا میں ہر رات میں ایک قرآن پڑھتا ہوں فرمایا نہیں یہ بہت زیادہ ہے میں نے کہا پھر دو راتوں میں فرمایا نہیں پھر نوبت چھ راتوں تک پہنچی تو آپ نے اشارہ کر کے فرمایا ہاں ٹھیک ہے ایسا ہی کرو پھر فرمایا اے ابومحمد! تم سے پہلے جو اصحاب محمدؐ تھے وہ ایک قرآن ایک ماہ یا کچھ کم میں پڑھا کرتے تھے فرمایا قرآن کو جلدی نہ پڑھو بلکہ پوری پوری ترتیل سے پڑھو جب ایسی آیت پڑھو جس میں دوزخ کا ذکر ہو تو ٹھہر جاؤ اور آتش جہنم سے پناہ مانگو ابوبصیر نے کہا کیا میں ماہ رمضان میں ایک رات میں پورا قرآن ختم کر دیا کروں، فرمایا نہیں انہوں نے کہا پھر دو راتوں میں فرمایا نہیں، انہوں نے کہا تین راتوں میں فرمایا ٹھیک ہے ماہ رمضان کی برابر کوئی دوسرا مہینہ نہیں بشرط طاقت اس کا حق اور حرمت نماز سے زیادہ ہے۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ قرآن کو تیزی سے نہ پڑھنا چاہئے سعدی نے خوب کہا ہے:

۲۲۔ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ سلیم آپ کے غلام نے بیان کیا ہے کہ اس کو سوائے سورہ یٰس کے اور کوئی سورہ یاد نہیں۔ کیا جب وہ رات کو نماز یا غیر نماز میں قرآن کی تلاوت کرنا چاہے تو اسی سورہ کو بار بار پڑھے۔ فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

۲۳. مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيىٰ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي هاشِمٍ، عَنْ سالِمِ بْنِ سَلَمَةَ قالَ: قَرَأَ رَجُلٌ عَلىٰ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام وَأَنَا أَسْتَمِعُ حُرُوفاً مِنَ الْقُرْآنِ لَيْسَ عَلىٰ ما يَقْرَؤُها النّاسُ، فَقالَ أَبُو عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام كُفَّ عَنْ هٰذِهِ الْقِراءَةِ اقْرَأْ كَما يَقْرَأُ النّاسِ حَتّٰى يَقُومَ الْقائِمُ عليه السلام فَاِذا قامَ الْقائِمُ عليه السلام قَرَأَ كِتابَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلىٰ حَدِّهِ وَأَخْرَجَ الْمُصْحَفَ الَّذِي كَتَبَهُ عَلِيٌّ عليه السلام وَقالَ: أَخْرَجَهُ عَلِيٌّ عليه السلام اِلَى النّاسِ حِينَ فَرَغَ مِنْهُ وَكَتَبَهُ فَقالَ لَهُمْ: هٰذا كِتابُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ كَما أَنْزَلَهُ[اللّٰهُ]عَلىٰ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَدْ جَمَعْتُهُ مِنَ اللَّوْحَيْنِ فَقالُوا: هُوَ ذا عِنْدَنا مُصْحَفٌ جامِعٌ فِيهِ الْقُرْآنُ لا حاجَةَ لَنا فِيهِ، فَقالَ: أَما وَاللّٰهِ ما تَرَوْنَهُ بَعْدَ يَوْمِكُمْ هٰذا أَبَداً، اِنَّما كانَ عَلَيَّ أَنْ اُخْبِرَكُمْ حِينَ جَمَعْتُهُ لِتَقْرَؤُوهُ.

۲۳۔ راوی کہتا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کے سامنے قرآن پڑھا میں کان لگا کر سن رہا تھا اس کی قرأت عام لوگوں کی قرأت کے خلاف تھی حضرت نے فرمایا اس طرح نہ پڑھو بلکہ جیسے سب لوگ پڑھتے ہیں تم بھی پڑھو جب تک ظہور قائم آل محمدؑ نہ ہو۔ جب ظہور ہوگا تو وہ قرآن کی صحیح صورت میں تلاوت کریں گے اور اس قرآن کو نکالیں گے جو حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اور فرمایا جب حضرت جمع قرآن اور اس کی کتابت سے فارغ ہوئے تھے تو آپ نے اس کو حکومت کے سامنے پیش کر کے فرمایا تھا یہ ہے کتاب اللہ جس کو میں نے اسی ترتیب سے جمع کیا ہے جس طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی میں نے اس کو دو لوحوں (لوح دل اور لوح مکتوب) سے جمع کیا ہے انہوں نے کہا ہمارے پاس جامع قرآن موجود ہے ہمیں آپ کے قرآن کی ضرورت نہیں۔ حضرت نے فرمایا اس کے بعد اب تم کبھی اس کو نہ دیکھو گے میرا فرض ہے کہ میں تم کو اس سے آگاہ کر دوں تاکہ تم اس کو پڑھو۔

۲۴. عَلِيُّ بْنُ اِبْراهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَفْوانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْأَعْرَجِ قالَ: سَأَلْتُ

اور میرے والد ماجد اس سورہ کو ہر دن اور رات میں پڑھتے تھے اس کے پڑھنے والے کی قبر میں ناکرونکیر اس کے پیروں کی طرف سے داخل ہوں گے تو ان کے دونوں پیر کہیں گے کہ تم دونوں کو ہماری طرف سے آنے کا راستہ نہیں کیونکہ یہ شخص ہر رات اور ہر دن نماز میں کھڑے ہو کر سورہ ملک پڑھا کرتا تھا اور جب وہ اس کے درمیان سے آنا چاہیں گے تو وہ کہے گا ادھر سے تمہارا راستہ نہیں کیوں کہ اس نے سورہ ملک کو دل میں جگہ دی تھی اور جب وہ اس کی زبان کی طرف سے آنا چاہیں گے تو کہے گی ادھر سے تمہارا راستہ نہیں کیوں کہ یہ شخص شب و روز میں سورہ الملک کو پڑھا کرتا تھا۔

۲۷. مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيىٰ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ فَرْقَدٍ وَالْمُعَلَّى بْنِ خُنَيْسٍ قَالَا: كُنَّا عِنْدَأَبِى عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام وَمَعَنَا رَبيعَةُ الرَّأْيِ فَذَكَرَ فَضْلَ الْقُرْآنِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام اِنْ كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ لا يَقْرَأُ عَلىٰ قِرَاءَتِنَا فَهُوَ ضَالٌّ، فَقَالَ رَبيعَةُ: ضَالٌّ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، ضَالٌّ ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام : أَمَّا نَحْنُ فَتَقْرَأُ عَلىٰ قِرَاءَةِ أَبِيّ.

۲۷۔ عبداللہ بن فرقد اور معلیٰ بن خنیس نے بیان کیا کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے اور ہمارے ساتھ ربیعہ بن رائی بھی تھا۔ ہمارے درمیان قرآن کی فضیلت کا ذکر ہوا حضرت جعفر صادق آل محمدؑ علیہ السلام نے فرمایا اگر ابن مسعود کی قرأت ہماری سی قرأت نہیں ہے تو وہ گمراہ ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا ہم اسی طرح قرأت کرتے ہیں جس طرح میرے پدر بزرگوار حضرت علی بن الحسین علیہما الصلوٰۃ والسلام قرأت کیا کرتے تھے۔

۲۸. عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ أَبِى عَبْدِاللّٰهِ عليه السلام قَالَ: اِنَّ الْقُرْآنَ الَّذِى جَاءَ بِهِ جَبْرَئِيلُ عليه السلام اِلىٰ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم سَبْعَةُ عَشَرَ أَلْفِ آيَةٍ.

۲۸۔ ہشام نے سالم نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو قرآن جبرئیل امین حضرت رسول خداؐ پر لے کر آئے تھے اس میں سترہ ہزار آیتیں تھیں۔

توضیح: اس حدیث میں آیات کی تعداد سترہ ہزار بیان کی گئیں ہیں لیکن موجودہ قرآن میں آیت کی تعداد چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ ہے اور طبرسی علیہ الرحمہ نے مجمع البیان میں لکھا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ قرآن میں آیات کی تعداد چھ ہزار دو سو تریسٹھ ہے یہ اختلاف آیات کی حد معین کرنے کی بناء پر غالباً پیدا ہوا ہے علامہ مجلسی علیہ الرحمتہ نے مراۃ العقول میں تحریر فرمایا ہے اس کا امکان ہے کہ سترہ ہزار میں احادیث کو بھی شامل کر لیا گیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اردو ترجمہ

حق الیقین

مصنفہ

علامہ سید محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

جناب سید بشارت حسین صاحب

ناشر

مجلس علمی اسلامی

(پاکستان)

اردو ترجمہ

حق الیقین

جلد اوّل

مصنّفہ

علامہ سیّد محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

جناب سیّد بشارت حسین صاحب

ناشر

مجلسِ علمی اسلامی
(پاکستان)

یہ سُن کر شیطان غمگین ہوا اور واپس چلا گیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ پھر رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ جب میں دنیا سے چلا جاؤں گا لوگ بنی ساعدہ کے سایہ میں ابوبکر سے بیعت کریں گے پھر مسجد میں آویں گے اور سب سے پہلے میرے منبر پر جو اُس سے بیعت کرے گا وہ شیطان ہوگا۔ ایک مردِ پیر کی صُورت میں عبادت کرنے والا اور یہ باتیں کہے گا اور پھر چلا جائے گا اور شیاطین اور اپنے فرمانبرداروں کو جمع کرے گا تو وہ سب اس کو سجدہ کریں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے سردار اور اے ہمارے بزرگ تو ہی ہے جس نے آدمؑ کو بہشت سے باہر نکالا۔ تو وہ جواب میں کہے گا کہ کون اُمت ہے جو اپنے پیغمبر کے بعد گمراہ نہ ہوئی۔ تم کہتے تھے کہ مجھے ان پر کچھ قابو نہ ہوگا تم نے دیکھا کہ میں نے ان کو کس طرح ان کے پیغمبر کی مخالفت پر قائم رکھا۔ یہی مطلب ہے اُس کا جو خدا نے فرمایا ہے لقد صدق علیھم ابلیس ظنّہ فاتبعوہ الّا فریقاً من المؤمنین یعنی بیشک ابلیس نے اُن پر اپنا گمان سچ کر دکھایا تو اُس کی پیروی اُن لوگوں نے کی سوائے مومنین کے گروہ کے۔ سلمانؓ کہتے ہیں کہ رات آئی تو علیؑ نے جناب فاطمہؑ کو ایک دراز گوش پر سوار کیا اور حسنینؑ کو ساتھ لیا اور مہاجرین و انصار اہلِ بدر کے ایک ایک کے دروازہ پر گئے اور اپنی امامت و خلافت کا حق لوگوں کو یاد دلایا۔ اور اُن سے مدد طلب کی سوائے چوالیس اشخاص کے کوئی آمادہ نہ ہوا۔ دوسری روایت کے مُطابق چوبیس اشخاص نے قبول کیا۔ تو فرمایا کہ اگر تم لوگ سچ کہتے ہو تو اپنے سر منڈواؤ اور اپنے اسلحے لے کر صبح کو میرے پاس آؤ تاکہ مجھ سے موت پر بیعت کرو۔ یعنی جب تک قتل نہ ہو جاؤ گے، میری مدد سے ہاتھ نہ اُٹھاؤ گے۔ صبح کو سوائے چار اشخاص سلمانؓ، ابوذرؓ، مقداد اور عمارؓ کے کوئی اور نہ آیا۔ دوسری روایت کے مطابق عمار کے بجائے زبیر تھے۔ تین رات حضرتؑ نے ایسا ہی کیا اور دن کو ان چار اشخاص مذکورہ کے سوا کوئی نہ آیا۔ جب حضرتؑ نے یہ سمجھ لیا کہ وہ سب غداری اور مکاری پر عمل کرتے ہیں اور حضرت کی مدد نہیں کریں گے۔ تو خانہ نشین ہو گئے اور قرآن جمع کرنے میں مشغول ہوئے۔ اور گھر سے اُس وقت تک باہر نہ نکلے جب تک پورا قرآن جمع نہ کر لیا۔ قرآن چمڑوں، لکڑیوں، رقعوں اور ہڈیوں پر متفرق تھا۔ پھر ابوبکر نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ آ کر بیعت کریں۔ حضرتؑ نے جواب میں کہلا دیا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ ردا دوش پر نہ رکھوں گا مگر نماز کے لیے اور جب تک قرآن نہ جمع کر لوں۔ یہ سُن کر ان لوگوں نے چند روز صبر کیا اور حضرتؑ نے پورا قرآن جمع کیا اور ایک کپڑے میں لپیٹ کر اس کو سر مہر کیا۔ پھر اُس کو مسجد میں لائے جس وقت کہ ابوبکر و عمر اور صحابہ مسجد میں تھے اور باآوازِ بلند ندا کی کہ ایھا الناس جب رسولِ خداؐ دنیا سے تشریف لے گئے میں نے اُن کا غسل و تجہیز و تکفین کیا۔

اس کے بعد تمام قرآن اس جامہ میں جمع کیا ہے اور کوئی آیت نازل نہیں ہوئی ہے مگر جناب رسولِ خداؐ نے مجھ کو بتائی اور اس کی تاویل سے مجھے آگاہ فرمایا۔ قیامت میں نہ کہنا کہ ہم اس سے غافل تھے اور یہ نہ کہنا کہ میں نے تم کو اپنی مدد کے لیے نہیں بُلایا اور اپنے حق کو تمھیں یاد نہیں دلایا اور تم کو کتاب خدا کی جانب دعوت نہیں دی۔ عمر نے کہا جس قدر قرآن سے ہمارے پاس ہے ہمارے لیے کافی ہے ہم کو تمھارے قرآن کی احتیاج نہیں ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا پھر اس قرآن کو نہ دیکھو گے۔ یہاں تک کہ مہدی میری اولاد میں سے اس کو ظاہر کرے گا پھر اپنے بیت الشرف واپس آ گئے۔ پھر عمر نے ابوبکر سے کہا کہ علیؑ کو بُلواؤ تاکہ بیعت کریں۔ جب تک وہ بیعت نہیں کرتے میں مطمئن نہیں ہوں۔ ابوبکر نے کہلایا کہ خلیفۂ رسولؐ آپ کو بُلاتے ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا سبحان اللہ کس قدر جلد رسولِ خداؐ پر جھوٹ تم نے باندھا ہے۔ ابوبکر اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں سب جانتے ہیں کہ رسولِ خداؐ نے بجز میرے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا ہے۔ دوبارہ کہلایا کہ امیرالمومنینؑ ابوبکر بن ابی قحافہ نے آپ کو یاد کیا ہے۔ حضرتؑ نے تعجب سے فرمایا کہ سبحان اللہ ابھی تھوڑے دن ہوئے رسولِ خداؐ ان کے درمیان سے تشریف لے گئے ہیں۔ وہ خود جانتے ہیں کہ یہ نام میرے غیر کے لیے سزاوار نہیں ہے اور وہ اس جماعت کے ساتویں شخص ہیں جن کو رسولِ خداؐ نے حکم دیا تھا کہ مجھ کو امیرالمومنینؑ کہہ کر سلام کریں تو ابوبکر و عمر نے پوچھا یا رسول اللہؐ کیا خدا نے یہ حکم دیا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ ہاں خدا و رسولؐ کی جانب سے حق و راستی کے ساتھ ہے اور وہ مومنین کے امیرؑ ہیں۔ اور مسلمین کے سردار ہیں اور نورانی ہاتھ پاؤں والوں کے علَم والے ہیں۔ خدا ان کو قیامت میں صراط پر بٹھائے گا، تاکہ اپنے دوستوں کو بہشت میں بھیجیں اور اپنے دشمنوں کو جہنم میں۔ جب یہ خبر ابوبکر کے پاس لے گئے تو وہ اُس روز خاموش ہو گئے۔ پھر اُس شب جناب امیرؑ فاطمہؑ و حسنین علیہم السلام کو اتمامِ حجت کے لیے اصحابِ رسولؐ کے مکانات پر لے گئے اور اُن سے مدد کے طالب ہوئے اور سوائے اُن چار افراد کے کسی نے منظور نہ کیا۔ پھر عمر نے ابوبکر سے کہا کیوں کسی کو نہیں بھیجتے کہ علیؑ اور ان چاروں اشخاص کو بیعت کے لیے لائیں کیوں کہ ان کے سوا سب نے بیعت کر لی۔ ابوبکر نے کہا کس کو بھیجوں عمر نے کہا قنفذ کو بھیجتا ہوں کیونکہ وہ سخت اور بے شرم ہے اور قبیلۂ بنی عدی سے ہے۔ آخر اُس کو مددگاروں کے ایک گروہ کے ساتھ بھیجا۔ جب وہ لوگ گئے تو جناب امیرؑ نے اجازت نہ دی کہ داخلِ خانہ ہوں اور وہ واپس پلٹ آئے اور کہا کہ وہ اجازت نہیں دیتے کہ ہم داخل ہوں۔ عمر نے کہا کہ بغیر اجازت داخل ہو جاؤ۔ جب وہ لوگ گئے تو جناب فاطمہؑ نے ان کو قسم دی کہ بغیر میری اجازت کے میرے گھر میں داخل نہ ہو۔ قنفذ وہیں ٹھہر گیا اور اس کے ساتھی واپس چلے

۲۴۹۰۰۰

تھیں بعضوں نے چار بیان کی ہیں جن میں سے ہر ایک کو ترکہ میں تراسی ۸۴ ہزار دینار ملے جن کا دو ۲ لاکھ انچاس ہزار مجموعہ ہوتا ہے یا تینتیس لاکھ دو ہزار دینار ہوتے ہیں کہ آخری رقم تقریباً پچاس ہزار تومان ہوتی ہے۔ اس بارے میں روایتیں اور خبریں بہت ہیں کہ اس رسالہ میں ان کے ذکر کی گنجائش نہیں ہے اور جو شخص مسلمانوں کے مال میں خمس ذوی القربیٰ میں سے اتنی کثیر رقم اپنے اور اپنے رشتہ داروں کے لیے مخصوص کرے جس کو اس کے اعزا فسق و فجور اور اسراف و تبذیر اور زینت میں صرف کریں اور فقرا و مساکین تکلیف و عسرت میں پڑے ہوں وہ کب مسلمانوں کی خلافتِ عامہ کا اہل ہو سکتا ہے باوجودیکہ اس شرط کے خلاف جس کا ابتدا میں خود اقرار کیا تھا کہ ابوبکر و عمر کے طریقہ پر عمل کروں گا۔ اگرچہ عطا و بخشش میں عمر نے ایک کو دوسرے پر تفضیل شروع کی۔ لیکن اس طرح کرتے تھے کہ عوام کی نگاہوں میں مشتبہ ہو جاتا تھا، اور واقعی حق داروں کی فی الجملہ رعایت کرتے تھے اور خود کم صرف کرتے تھے اور عثمان نے رسوائی و بدنامی کو اس حد تک پہنچایا کہ خیانت و شقاوت تمام عالم پر ظاہر ہو گئی یہاں تک کہ ان کے قتل پر منتہی ہوئی۔

ساتویں طعن : یہ کہ لوگوں کو زید بن ثابت کی قرأت پر جمع کیا اور صرف اس وجہ سے کہ وہ عثمان کا دوست اور علی علیہ السلام کا دشمن تھا۔ چونکہ مناقب اہلبیت اور ان کے اعدا کی مذمت کو قرآن سے نکال دینا چاہا۔ اس لیے اس کو قرآن جمع کرنے پر مامور کیا۔ اسی سبب سے وہ قرآن جو جناب امیر علیہ السلام نے بعد وفات جناب رسولِ خداؐ جمع کیا تھا باوجودیکہ حضرت کتابِ خدا اور سنت رسالت مآبؐ کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ ان لوگوں نے قبول نہ کیا۔ جب عمر خلیفہ ہوئے اُس قرآن کو جناب امیرؑ سے طلب کیا کہ اُس میں سے جو نہیں چاہتے نکال دیں۔ حضرتؑ نے نہیں دیا اور فرمایا اُس مصحف کو سوائے فرزندوں کے کوئی چھو نہیں سکتا اور وہ ظاہر نہیں ہو گا۔ یہاں تک کہ میرے اہلبیتؑ میں سے قائم آلِ محمدؐ ظاہر ہو اور لوگوں کو اس کے پڑھنے اور اُس پر عمل کرنے پر قائم رکھے اور عثمان نے جب چاہا کہ قرآن کو جمع کریں۔ زید بن ثابت کو قرآن جمع کرنے کا حکم دیا تو انھوں نے دوسرے مصحفوں کو جو عبداللہ بن مسعود وغیرہ کے پاس تھے جبراً اُن سے لے کر جلا دیا یا بعضوں نے کہا ہے کہ دیگ میں جوش دیا اُس کے بعد جلا دیا تاکہ کسی کو ان پر اطلاع نہ ہو۔ ابنِ مسعود کو مارنے اور ان کی اہانت کرنیکا سبب یہ تھا کہ وہ اپنا مصحف ان کو دینے پر راضی نہ ہوتے تھے۔ اس لیے ان سے اس ذلت و اہانت کے ساتھ حاصل کیا اور جلا دیا۔ اور جو مصحف اس وقت موجود ہے اور مصحفِ عثمانی مشہور ہے یہ وہ نسخہ ہے جو اُس سے (یعنی زید بن ثابت سے)

جلد اول و دوم

جلاء العیون

سوانحِ

چہاردہ معصومینؑ

حضرت
محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
علی
فاطمہ زہرا
حسین
حسن
زین العابدین
محمد باقر
جعفر صادق
موسیٰ کاظم
علی رضا
محمد تقی
علی نقی
حسن عسکری
محمد مہدی

مُصنّف

علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ

جلاء العیون

جلد اوّل

سوانح چہاردہ معصومین علیہم السلام

تالیف

ملاّ محمد باقر مجلسیؒ بن علاّمہ محمد تقی مجلسیؒ

ترجمہ

علاّمہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ، انڈیا

فون نمبر ۔ 260756, 269598

مارچ 2001

ہدیہ -/

وہ وقت نزدیک تھا کہ لوگ بیعت ابوبکر سے منحرف و پشیمان ہو کر حق کی طرفداری کریں۔ حضرت عمر نے جب یہ حال دیکھا خائف ہو کر جمعیت مردم کو متفرق کر دیا۔ پس جناب امیرؑ نے حجرۂ طاہرہ کی طرف مراجعت کی۔ جب جناب امیرؑ ہدایت قوم بدانجام سے مایوس ہوئے۔ بحکم حضرت رسولؐ قرآن جمع کرنے میں مشغول ہوئے۔ جب حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ تمام مہاجرین و انصار نے بغیر حیدر کرارؑ اور چار نفر خواص اصحاب رسولؐ دین کو دنیا سے فروخت کر ڈالا۔ اور حضرت ابوبکر سے بیعت کی۔ اس وقت ابوبکر سے کہا۔ علی کو بیعت کے لئے کیوں نہیں بلاتے۔ واللہ جب تک وہ بیعت نہ کریں گے۔ تب تک تم پر خلافت قائم نہ رہے گی۔ اس لئے کہ وہ خلیفۂ برحق رسول خداؐ ہیں۔ اور عالم تر اور شجاع تر اور فاضل تر اس امت کے ہیں۔ لوگ ان کی طرف بہت رجوع کرتے ہیں۔ ابوبکر نے جناب امیرؑ کو بیعت **جناب امیرؑ کو برائے بیعت بلانا** کے لئے بلایا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں نے قسم کھائی ہے۔ جب تک قرآن جمع نہ کر لوں گھر سے باہر نہ آؤں۔ اور چادر کندھے پر نہ ڈالوں۔ بعد چند روز کے فرقان ناطق یعنی جناب امیرؑ نے قرآن کو جمع فرمایا۔ اور جزدان میں رکھ کر سربمہر کر دیا۔ پھر مسجد میں تشریف لا کر مجمع مہاجرین و انصار میں ندا فرمائی۔ کہ اے گروہ مردمان جب میں دفن پیغمبر آخر الزمانؐ سے فارغ ہوا۔ بحکم آنحضرتؐ قرآن جمع کرنے میں مشغول ہوا۔ اور تمام آیات و سورہ ہائے قرآن کو میں نے جمع کیا۔ اور کوئی آیہ آسمان سے نازل نہ ہوا جو حضرت نے مجھے نہ سنایا ہو۔ اور اس کی تعلیم مجھے نہ کی ہو۔ چونکہ اس قرآن میں چند آیات کفر و نفاق منافقین قوم و آیات نص خلافت جناب امیرؑ صریح تھے۔ اس وجہ سے خلافت نے اس قرآن سے انکار کر دیا۔ جناب

---

[1] جناب علی علیہ السلام نے بحکم رسول پاک کلام اللہ کو نزولی ترتیب پر مرتب کیا تھا۔ علاوہ ازیں تفسیر قرآن کے متعلق خود پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ (القیمۃ) بیشک ہمارے ذمہ ہے۔ اس کا جمع کرنا۔ اور اس کو پڑھانا۔ پس جب اس کو پڑھا جائے آپ اس کی اتباع کریں۔ اور بیشک اس کا بیان کرنا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ اس آیت کی شرح میں علمائے تفسیر نے تحریر کیا ہے کہ بَيَانَهٗ اس سے مراد قرآن پاک کے مشکل مقامات کی تفسیر کا ظاہر کرنا یعنی قرآن کے مشکل مقامات کی خدا نے تفسیر بھی اپنے رسول پر نازل فرمائی تھی جس کا نام قرآن میں بیان ہے۔ جیسا کہ سورہ احزاب میں وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا۔ تفسیر نیشاپوری نے لکھا ہے وکفی اللہ المومنین القتال بعلی یعنی کفایت کی اللہ تعالیٰ نے لڑائی میں مومنین کی ساتھ علیؑ کے۔ یہ بعلی بیان ہے جو ساتھ نازل ہوا۔ یہاں تمام بیان آیات نہیں ہو سکتا۔ یہ الگ ایک کتاب ضخیم تیار ہو جائے گی۔ المختصر قرآن نے انتہائی منافقین، کافرین، مشرکین اور مومنین کے نام بیان فرمائے تھے۔ علاوہ متن کے جناب امیرؑ نے ترتیب قرآن اس بیان کے ساتھ کی۔ جس سے قیامت تک دنیا باقی

خشمناک اپنے حجرۂ طاہرہ کی طرف تشریف لے گئے۔ اور فرمایا۔ اب اس قرآن کو تم لوگ تا ظہور قائم آل محمدؑ نہ گے۔ ابوبکر نے دوسری دفعہ جناب امیرؑ کو بلایا۔ کہ بیعت خلیفہ رسول خدا کریں۔ جناب امیرؑ نے کہلا بھیجا۔ اے ابوبکر جلد تو نے جناب رسول خداؐ پر افترا کیا۔ جمیع مہاجرین و انصار جانتے ہیں۔ چھوٹے کیا اور بڑے کیا۔ کہ خدا ل خدا نے بجز میرے کسی کو تم پر خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ جب جناب امیرؑ کا یہ پیغام ابوبکر کو پہنچا۔ ابوبکر نے نے سچ کہا ہے۔ رسول خداؐ نے مجھے خلیفہ نہیں کیا ہے۔ یہ سن کر عمر خشمناک ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ابوبکر نے کہا تم بیٹھ جاؤ۔ یہ کہہ کر پھر جناب امیرؑ پاس کسی کو بھیجا۔ اور کہا۔ کہہ دینا۔ امیر المومنین ابوبکر آپ کو بلاتے امیرؑ نے کہلا بھیجا۔ ہنوز عہد رسول خدا تم سے قریب ہے۔ لیکن تم نے فراموش کیا۔ کہ خدا نے مجھے منین کیا۔ اور مجھے اس اسم سامی سے اپنا مخصوص کیا۔ اور حضرت رسولؐ نے تم کو حکم دیا۔ کہ مجھے اس لقب سے سلام کریں۔ کیا تم نے سُنا نہیں۔ کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا ہے کہ علیؑ امیر مومنان و سید و بہترین... ن و حامل لوائے حمد و صاحب کرامت و مجد ہے اور خداوند عالمیان روز قیامت علیؑ کو صراط پر ے گا کہ اپنے دوستوں کو بعزت و شرف داخل بہشت کرے۔ اور دشمنوں کو بذلت و خواری جہنم میں ے۔ جب یہ پیغام ابوبکر کو پہنچا۔ پھر عمر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہا میں خوب جانتا ہوں کہ جب تک علیؑ کو قتل نہ ا کام خلافت کا مستحکم و مضبوط نہ ہوگا۔ اے ابوبکر مجھے جانے دو۔ کہ علیؑ کا سر کاٹ کر لے آؤں۔ پھر ابوبکر نے عمر کو کہا۔ بیٹھ جاؤ۔ اور پھر کسی کو کہلا بھیجا۔ کہ ابوبکر آپ کو بلاتا ہے۔ پھر جناب امیرؑ نے قبول نہ فرمایا۔ اور

ہ صفحہ ۲۰۲۔ منافقین اور مومنین کے کردار سے واضح طور پر واقف رہتی اور گمراہ نہ ہوتی۔ منافقین جو اہل بیت کے خلاف تھے۔ اور ساتھ دیتے رہے تھے اور وہ اہل اسلام میں مشہور تھے برسر اقتدار طبقہ نے ان لوگوں کی تشہیر کو روکنے کیلئے اس قرآن کو جاری کئے یا۔ اور خود قرآن پاک اپنی مرضی سے ترتیب دیکر جو نزول ترتیب کے خلاف ہے اور بیان کو علیحدہ کر کے جاری کر دیا۔ اور یہ تک دنیا میں چل رہا ہے۔ بلحاظ متن کہ قرآن پاک درست ہے اگرچہ ترتیب میں فرق ہے کہ مکی آیات پیچھے اور مدنی آیات ہیں۔ اسی لئے جناب امیرؑ نے موجودہ قرآن کے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ تیس سیپارے جو نازل ہوئے تھے مکمل ہیں بحرف فرق ہے اور ایمان کا لانا بھی متن پر واجب ہے شرح پر نہیں۔ اور اہل سنت نے اس بیان شرح کو سات قرأت میں سے محروم کیا۔ اور ان کو ماننا غیر ضروری قرار دے دیا۔ عوام کو فرقہ امامیہ کے خلاف ابھارنے کے لیے یہ کہا جاتا ن پر ایمان نہیں یہ غلط ہے ائمہ اہل بیت نے اس موجودہ متن قرآن کی تصدیق فرمائی ہے جو یہ الزام شیعوں پر ب ہے لہٰذا جناب امیرؑ نے اپنا جمع کردہ قرآن جب حکومت نے نامنظور کر دیا۔ تو اپنی اولاد کو دیدیا۔ جو نسلاً بعد نسلاً کے پاس پہنچا۔ آپ اس قرآن سے منافقین اور ان کی اتباع کرنے والوں پر نام دکھا دکھا کر حجت قائم کر کے سز

(ڈاکٹر کبیر بلوی عفی عنہ)

کتاب

سُلیم بن قیسؒ ہلالی

(صاحبِ امیرُالمومنین)

تہذیب و اُردو ترجمہ

مولانا ملک محمد شریف صاحب قبلہ رسولوی

ان ایام میں قرآن مجید کاغذوں، لکڑیوں، چمڑے اور کپڑے کے ٹکڑوں پر مرقوم تھا جب آپ نے تمام قرآن مجید جمع فرمایا تو اس کی تنزیل، تفسیر، ناسخ اور منسوخ آیات کو اپنے ہاتھ سے تحریر کیا۔

حضرت علیؑ کا اپنا جمع کیا ہوا قرآن

کو پیش کرنا

حضرت ابوبکر نے ایک آدمی کو روانہ کیا کہ آپ باہر تشریف لائیں اور حضرت ابوبکر کی بیعت کریں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا:۔

"میں مصروف ہوں۔ میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ نماز کے سوا چادر تک نہ اوڑھوں گا، جب تک قرآن مجید جمع نہ کرلوں۔"

حضرت ابوبکر اور ان کے ساتھی کئی دن تک اس مطالبہ سے باز رہے۔ حضرت امیرؑ نے قرآن مجید کو ایک کپڑے پر جمع فرما کر اپنی مہر لگادی۔ پھر حضرت علیؑ لوگوں کے پاس مسجد میں تشریف لائے۔ لوگ حضرت ابوبکر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ علی علیہ السلام نے باآواز بلند فرمایا:۔

"اے لوگو! جس وقت رسول اللہ کا انتقال ہوا۔ میں اس وقت سے لیکر اس وقت تک رسول اللہؐ کے غسل و کفن اور قرآن مجید کے جمع کرنے میں مشغول رہا ہوں۔ میں نے تمام قرآن مجید کو ایک کپڑے پر جمع کرلیا ہے۔ جو آیات رسول اللہؐ پہ خداوند عالم نے نازل فرمائی تھیں میں نے سب کو جمع کرلیا ہے۔

مجھے رسول اللہ نے آیت کی تنزیل اور تفسیر کی تعلیم دی تھی۔ (حضرتؑ نے فرمایا) کل قیامت کے روز تم یہ نہ کہو کہ ہم اس بات سے غافل اور لاعلم تھے کہ تم نے ہم کو اپنی نصرت کی طرف دعوت ہی نہ دی تھی۔ تم نے اپنا حق نہ جتایا تھا۔ اور تم یہ نہ کہہ سکو کہ تم نے ہمیں خدا کی طرف فاتحہ سے والناس تک دعوت نہ دی تھی۔

حضرت عمر نے کہا:۔

"جو قرآن مجید ہمارے پاس موجود ہے وہ ہمارے لئے کافی ہے۔ جس قرآن کی طرف تم بلاتے ہو، اس کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔"

یہ سن کر حضرت امیرؑ اپنے گھر تشریف لے آئے۔

حضرت علیؑ سے بیعت کا مطالبہ

حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ کسی کو علیؑ کے پاس بھیجو وہ آکر آپ کی بیعت کریں۔ جب تک علیؑ آپ کی بیعت نہ کریں گے۔ ہمارا کام پختہ نہ ہوگا۔ اگر وہ بیعت کریں گے تو ہم مطمئن ہو جائیں گے۔ حضرت ابوبکر نے ایک آدمی کو روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ خلیفۂ رسولؐ بلاتے ہیں۔ قاصد نے حاضر ہو کر پیغام من وعن پہنچا دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:۔

"کس قدر جلد تم نے رسول اللہ پر جھوٹ باندھ دیا ہے۔ ابوبکر بھی جانتے ہیں اور وہ لوگ بھی جانتے ہیں جو ان کے پاس موجود ہیں کہ رسولؐ اللہ نے میرے سوا کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا۔"

قاصد نے واپس آکر سارا قصہ سنا دیا تو دوسرا پیغام دیکر انہوں نے قاصد

القرآن الحکیم

ترجمہ وتفسیر از

مولانا حافظ سید فرمان علی اعلی اللہ مقامہ

ناشران عمران بک کمپنی لاہور

القرآن الحکیم

ترجمہ وتفسیر از

مولانا حافظ سید

فرمان علی

اعلی اللہ مقامہ

12

عمران بک
کمپنی
لاہور

مَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ

سے جو (بی بی) خدا اور اُس کے رسُول کی تابعداری اور اچھے (اچھے)

صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا

ے گی اُس کو ہم اس کا ثواب بھی دوہرا عطا کرینگے اور ہم نے اس کے لئے (جنت

رِيْمًا ۝۳۱ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

ت کی روزی تیار کر رکھی ہے اے نبی کی بی بیو تم اور معمولی عورتوں کی سی تو ہو نہیں (پس)

اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ

ہیزگاری منظور ہے تو (اجنبی آدمی سے) بات کرنے میں نرم نرم (لگی لپٹی) بات نہ کرو تاکہ جسکے

ذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۳۲

شہوتِ زنا کا مرض ہے وہ (کچھ اور) آرزو (نہ) کرے اور (صاف صاف) عنوان شائستہ سے بات کیا کرو،

قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ

ے گھروں میں نچلی [۱۷] بیٹھی رہو اور اگلے زمانۂ جاہلیت کی طرح اپنا بناؤ سنگار نہ دکھاتی

جَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ

اور پابندی سے نماز پڑھا کرو، اور (برابر) زکوٰۃ دیا کرو اور خدا اور اُس

زَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ

رسولؐ کی اطاعت کرو، اے (پیغمبر کے) اہلبیت [۱۸] خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ

لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ

رح کی بُرائی سے دُور رکھے اور جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا پاک و پاکیزہ رکھے اور (اے نبی کی

طَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝۳۳ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ

یو) تمہارے گھروں میں جو خدا کی آیتیں اور (عقل و) حکمت (کی باتیں) پڑھی جاتی

بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

یں، اُن کو یاد رکھو بے شک خدا بڑا باریک بیں

[۱۷] اس حکم کی تمام ازواج نہایت سختی سے عمر بھر پابند رہیں حتی کہ بی بی سودہ کے بارے میں لکھا ہے کہ ان سے کچھ لوگوں نے کہا آپ حج وعمرہ کو کیوں نہیں جاتیں تو فرمایا ایکبار مجھ پر واجب تھا وہ میں کر چکی اسکے بعد میرا حج یہی ہے کہ میں حکم خدا کے مطابق اپنے گھر سے نہ نکلوں اور جس حجرہ میں مجھے رسولؐ اللہ بٹھا گئے ہیں اسمیں بیٹھی رہوں چنانچہ وہ عمر بھر اپنے حجرے سے باہر نہ نکلیں بلکہ مرنے کے بعد ان کی لاش نکلی، سبحان اللہ کیا پاکباز بی بیاں تھیں، مگر حضرت عائشہؓ نے صرف گھر سے قدم باہر نہ نکالا بلکہ منزلوں مدینہ سے مکہ گئیں اور پھر واپس آئیں اور طلحہ زبیر کے بہکانے سے مدینہ سے بصرہ آئیں اور لاکھوں کے مجمع میں اونٹ پر سوار ہو کر حضرت علیؑ کے مقابل لڑیں اور پھر ہزاروں مسلمانوں کا خون کرا دیا، اسی وجہ سے خود حضرت عائشہؓ جب اس آیت کو پڑھتی تھیں تو جنگ جمل کو یاد کر کے اسقدر روتی تھیں کہ آنسوؤں سے چادر تر ہو جاتی تھی دیکھو تفسیر در منثور جلد ۵، صفحہ ۱۹۶، سطر ۲۹ مطبوعہ مصر ۱۳۱۴ھ [۱۸] اس پر تو تمام علماء کا اتفاق ہے اور سنیوں اور شیعوں میں سے کوئی اس کا مخالف نہیں کہ اہلبیتؑ رسول حضرت علیؑ جناب فاطمہؑ امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کہ یہ آیت انہی بزرگوں کے بارے میں نازل ہوئی مگر بعض حضرات اہلسنت کا خیال ہے کہ اسمیں ازواج بھی شامل ہیں اور مدح وثنا اور اہلبیتؑ میں داخل لیکن یہ خیال چند وجوہ سے بالکل غلط ہے (۱) اگر ازواج مقصود ہوتیں تو جس طرح ماقبل و مابعد کی آیت میں ضمیر جمع مؤنث حاضر تھی اس میں بھی باقی رہتی بلکہ اگر (۲) اس آیت کو درمیان سے نکال لو اور ماقبل و مابعد کو ملا کر پڑھو تو کوئی خرابی نہیں ہوتی بلکہ اور ربط بڑھ جاتا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت اس مقام کی نہیں بلکہ خواہ مخواہ کسی خاص غرض سے داخل کی گئی ہے (بقیہ حاشیہ ۶۷۴)

مْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ

توریت اور انجیل اور جو (صحیفے) اُن کے پاس اُنکے پروردگار

نْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ

نازل کئے گئے تھے (انکے احکام کو) قائم رکھتے تو ضرور (انکے) اُوپر سے بھی

مِ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَاۗءَ مَا

ور پاؤں کے نیچے سے بھی (اُبل آتا اور یہ خوب چین سے) کھاتے ان میں سے کچھ لوگ تو اعتدال پر ہیں

نَ ۝۶۶ ع يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ

ے جو کچھ کرتے ہیں بُرا ہی کرتے ہیں [1] اے رسول جو حکم تمہارے پروردگار کیطرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے

نْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ

نے ایسا نہ کیا تو (سمجھ لو کہ) تم نے اس کا کوئی پیغام ہی نہیں پہنچایا اور (تم ڈرو نہیں)

كَ مِنَ النَّاسِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

ے شر سے محفوظ رکھے گا خدا ہرگز کافروں کی قوم کو منزل مقصود تک نہیں

نَ ۝۶۷ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰي شَيْءٍ حَتّٰي

رسول (تم) کہدو کہ اے اہل کتاب جبتک تم توریت اور انجیل اور جو (صحیفے) تمہارے

تَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ

سے تم پر نازل ہوئے ہیں ان (کے احکام) کو قائم نہ رکھو گے اس وقت تک تمہارا مذہب

نَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

ر (اے رسول) جو (کتاب) تمہارے پروردگار کی طرف سے بھیجی گئی ہے (اس کا رشک و حسد)

وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝۶۸

ں کی سرکشی اور کفر کو اور بڑھا دے گا تو تم کافروں کے گروہ پر افسوس نہ کرنا اس میں [2]

يْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ

ین کہ مسلمان ہوں یا یہودی حکیمانہ خیال کے پابند ہوں خواہ نصرانی

---

۹ ع ۱۰ ۱۲

[1] ابن ابی حاتم نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ یہ آیت غدیر خم میں حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی اسی وجہ سے ابن مردویہ نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ کے زمانہ میں اس آیت کو یوں پڑھتے تھے۔ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المؤمنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس :: اے رسولؐ جو حکم اس بات کا کہ "علیؑ تمام مومنین کے حاکم ہیں" تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے پہنچا دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھ لو کہ تم نے اس کا کوئی پیغام ہی نہیں پہنچایا۔) دیکھو تفسیر در منثور ملا جلال الدین سیوطی جلد ۳ صفحہ ۲۹۸ سطر ۸ مطبوعہ مصر۔ سچ یوں ہے کہ جناب رسالت مآبؐ ایک عرصہ سے چاہتے تھے کہ علی ابن ابی طالبؑ کو اپنا خلیفہ نامزد کردیں مگر کچھ اپنے ساتھیوں کی مخالفت کے خوف سے اس پر اقدام نہ کرتے تھے۔ آخر خدا نے آخری حج کے بعد راستہ میں یہ تاکیدی حکم نازل کیا تب تو حضرت مجبور ہو گئے اور ایک مقام پر جسکا نام غدیر خم تھا ایک لاکھ آدمیوں کے سامنے اپنا خلیفہ نامزد کیا اور پھر لوگوں نے حضرت علیؑ کو انکی خلافت و ولایت کی مبارکباد دی، شعراء نے قصیدے نظم کئے چنانچہ حسانؓ کا یہ شعر مشہور ہے

؎ فقال لہ قم یا علی فاننی
رضیتک من بعدی اماما وھادیا

بعض لوگوں کو یہ ولیعہدی کی خبر سنکر رنج ہوا اور رسولؐ کے پاس مباحثہ کرنے کو آئے اور آخر انپر بجلی گری اور فی النار ہوئے اور خدا نے بھی اسکی خبر قرآن میں دیدی سأل سائل بعذاب واقع ۱۲۔

[2] یہ آیت بعینہ سورہ بقر میں گذر چکی ہے ہاں اسکی تفصیل و تفسیر بھی بیان ہو چکی ہے۔ دیکھو پارہ ۱ آیت ۶۱

ى رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ

ہے اور ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم کے (پاس) خوشخبری لیکر آئے (تو) انھوں نے (ابراہیم کو) سلام

لٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝٦٩

نے سلام کا جواب دیا پھر ابراہیم بلا توقف ایک ۱؎ بچھڑے کا بُھنا ہوا (گوشت) لے آئے

اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ

بیٹھے (پھر جب دیکھا کہ اُنکے ہاتھ اسکی طرف نہیں بڑھتے تو اُنکی طرف سے بدگمان ہوئے اور جی ہی جی

خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ

ر گئے (اسکو وہ فرشتے سمجھے) اور کہنے لگے آپ ڈریے نہیں ہم تو قوم لوط کی طرف (انکی سزا کے

۝ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا

یں اور ابراہیم کی بی بی (سارہ) کھڑی ہوئی تھیں وہ (یہ خبر سنکر) ہنس پڑیں تو ہمنے (انھیں فرشتوں

قَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝٧١ قَالَتْ

حق) کے پیدا ہونے) کی خوشخبری دی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی وہ کہنے لگی اے ہے کیا

ءَ اَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ

جننے بیٹھوں گی میں تو بڑھیا ہوں اور یہ میرے میاں (بھی) بوڑھے ہیں

شَىْءٌ عَجِيْبٌ ۝٧٢ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ

تعجب خیز بات ہے وہ فرشتے بولے (ہائیں) تم خدا کی قدرت سے تعجب کرتی ہو

اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ

ت ۲؎ (نبوت) تم پر خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں (نازل ہوں) اسمیں شک نہیں کہ

۝٧٣ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ

نا) بزرگ ہے پھر جب ابراہیم (کے دل) سے خوف جاتا رہا اور ان کے پاس (اولاد کی) خوشخبری

ى يُجَادِلُنَا فِىْ قَوْمِ لُوْطٍ ؕ ۝٧٤ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ

تو ہم سے ۳؎ قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگے (ناز سے) سفارش کرنے لگے بیشک

۱؎ چونکہ یہ فرشتے نوجوان حسین لڑکوں کی صورت میں آئے تھے اور آتے ہی حضرت ابراہیمؑ سے کہا اے خلیل کیا تم مہمان نہیں چاہتے یہ سنتے ہی آپنے انکو مہمان خانہ میں جگہ دی اور خود گھر میں کھانے کے واسطے آئے مگر سخی کے گھر میں کھانا کہاں آپنے فرمایا اے سارہ ایسے حسین اور نیک اور خوش خلق مہمان آئے ہیں کہ میں نے تمام عمر میں ایسے آدمی نہیں دیکھے ان کے لئے جلدی کھانا تیار کرو حضرت سارہؑ نے عرض کی اور کوئی سامان تو موجود نہیں ہے مگر میں نے ایک بچھڑا پالا ہے جسے بہت پیار کرتی ہوں اگر کہیے تو اُسے ذبح کرا کے گوشت بھون دُوں غرض گوشت تیار ہوا اور آپ لے کر مہمانوں کے پاس آئے مگر جب دیکھا کہ یہ لوگ نہیں کھاتے ہیں تو ڈرے کیونکہ اس زمانے کا یہ دستور تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کے پاس بُرے ارادے سے آتا تو اُس کا کھانا نہ کھاتا مگر جب ان لوگوں نے اپنا فرشتہ ہونا ظاہر کیا تب آپ کو اطمینان ہوا۔

۲؎ اس مقام پر یہ شبہ نہ ہو کہ حضرت ابراہیمؑ کی بی بی کو خدا نے اہلبیت میں داخل کیا ہے کیونکہ اس کے قبل کی آیت میں جتنا خطاب حضرت سارہؑ کی طرف ہے واحد مؤنث حاضر کے صیغہ میں اور اس آیت میں ضمیر کم جمع مذکر حاضر کی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مخاطب کچھ اور لوگ ہیں اور یہ آیت یہاں خواہ مخواہ داخل کردی گئی ہے۔ ۱۲

۳؎ یہ حضرت ابراہیمؑ کا منتہائے رحم و کرم تھا کہ آپ قوم لوط کے بارے میں تاخیر عذاب کے متمنی ہوئے اور فرشتوں سے مناظرہ کرنے لگے مگر جب خدا نے اس سے منع کردیا تو چپ ہو رہے۔

۱۲ - ۱۲ - ۱۲ - ۱۲ - ۱۲
۱۲ - ۱۲ - ۱۲ - ۱۲
۱۲ - ۱۲
۱۲

حضرت ابراہیمؑ [illegible]

تحریف قرآن

دُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ۝ ۲

والا ہے جو لوگ کافر ہو بیٹھے ہیں اکثر دل سے چاہیں گے کہ کاش (ہم بھی) مسلمان ہوتے

يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ

ھیں انکی حالت پر رہنے دو کہ کھا (پی) لیں اور (دنیا کے چند روزہ) چین کرلیں اور (انکی

نَ ۝ ۳ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ

یل تماشے میں لگائے رہیں عنقریب ہی (اس کا نتیجہ) انہیں معلوم ہو جائیگا اور ہم نے کبھی کوئی بستی تباہ نہیں

۝ ۴ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا

باہی) کیلئے (پہلے ہی سے) سمجھی بوجھی ہوئی میعاد مقرر لکھی ہوئی تھی. کوئی امت اپنے وقت سے آگے نہ

ونَ ۝ ۵ وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ

ٹ سکتی ہے (اے رسول کفار مکہ تم سے) کہتے ہیں کہ اے وہ شخص (جس کو یہ سودا ہے) کہ اسپر

نَّكَ لَمَجْنُونٌ ۝ ۶ لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ إِنْ

ہوئی ہے تو تو (اچھا خاصا) سڑی ہے اگر تو اپنے دعوے میں سچا ہے تو فرشتوں کو ہمارے

نَ الصَّادِقِينَ ۝ ۷ مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا

ں لا کھڑا کرتا (حالانکہ) ہم فرشتوں کو کھلم کھلا (بس عذاب کے ساتھ) فیصلہ ہی کے لئے بھیجا کرتے ہیں

وَمَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ ۝ ۸ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا

ل ہو جائیں تو پھر انکو (جان بچانیکی) مہلت[۲] بھی نہ ملے۔ بیشک ہم ہی نے قرآن[۳]

إِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ ۹ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ

ی تو اس کے نگہبان بھی ہیں۔ اور (اے رسول) ہم نے تم سے پہلے بھی اگلی امتوں میں

شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ۝ ۱۰ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ

رسول بھیجے اور انکی بھی یہی عادت تھی کہ ان کے پاس کوئی رسول نہ آیا

إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ ۱۱ كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ

نے اسکی ہنسی ضرور اڑائی ہم (گویا خود) اسی طرح (گمراہی) کو (ان)

[۱] اسی وجہ سے جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میں تمہاری نسبت دو چیزوں سے بہت ڈرتا ہوں ایک تو نفسانی خواہش کی پیروی سے کیونکہ یہ قلب کو بند کر دیتی ہے اور حق سے باز رکھتی ہے دوسرے آرزوؤں کی درازی سے کیونکہ یہ آخرت کو بھلا دیتی ہے

[۲] مطلب ہے کہ فرشتے ایسے مواقع پر عذاب ہی لیکر آیا کرتے ہیں اور پھر جب عذاب آچکا تو مہلت کیسی۔ ۱۲

[۳] ذکر سے ایک تو قرآن مراد ہے جسکو میں نے ترجمہ میں اختیار کیا ہے تب اسکی نگہبانی کا مطلب ہے کہ ہم اس کو ضائع و برباد نہ ہونے دیں گے پس اگر تمام دنیا میں ایک نسخہ بھی قرآن مجید کا اپنی اصلی حالت پر باقی ہو تب بھی یہ کہنا صحیح ہوگا کہ وہ محفوظ ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اسمیں کسی قسم کا کوئی تغیر تبدل نہیں کر سکتا کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ اس زمانہ تک قرآن مجید میں کیا کیا تغیرات ہوگئے کم سے کم اس میں تو شک ہی نہیں کہ ترتیب بالکل بدل دی گئی اور یہ مطلب بھی نہیں کہ ہر ہر فرد کو محفوظ رکھیں گے کیونکہ اس زمانہ میں چھاپہ خانوں کی کثرت سے روزانہ سینکڑوں ہزاروں اوراق قرآن کے برباد کیے جاتے ہیں دوسرے ذکر سے مراد جناب رسالتمآبؐ ہیں تب مطلب یہ ہوگا کہ کفار کے شر سے خدا تمؐ کو محفوظ رکھے گا اور اس لفظ ذکر سے خدا نے حضرت رسولؐ کو دوسرے مقام پر یوں یاد کیا ہے۔ قد انزل اللہ الیک ذکرا رسولا یتلو علیکم ایات اللہ الآیہ۔ ۱۲-۱۲-۱۲-۱۲-۱۲-۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قرآن مجید

ترجمہ و تفسیر

مولانا حکیم سید مقبول احمد دہلوی

نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ
لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

قرآن مجید مترجم

مقبول ترجمہ

الحمد للہ

کہ ترجمۂ بامحاورہ جس کی محبانِ اہلبیتؑ کو مدت سے آرزو تھی معہ فوائد تفسیری مطابق
مذہب اہلبیتؑ از مستفادات دقیقہ شناس رموزِ قرآنی متکلم و مناظرِ لاثانی جناب مولانا مولوی
حکیم سید مقبول احمد صاحب دہلوی اعلی اللہ مقامہ

باہتمام سید وصی ظہیر نقوی

نظامی پریس وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ طبع شد

بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ
تعلیم و تدریس کرتے ہو ایسے تم خود اللہ والے

ن۝ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَ
اور (اللہ) تم کو یہ حکم نہیں دیتا کہ تم فرشتوں کو اور

اَرْبَابًا ط اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ
خدا بناؤ - کیا وہ تمکو کفر کا حکم دے گا بعد اس کے کہ تم

ن۝ ع وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ
ہو - اور جس وقت خدا نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ میں تم کو

بٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا
اور حکمت دوں گا پھر ایک رسول تمہارے پاس والی چیزوں کی تصدیق کرتا ہوا آئے گا

تُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ
اس پر ایمان لانا اور ضرور بالضرور اس کی مدد کرنا - (پھر خدا نے) فرمایا کہ کیا تم نے اس کا اقرار کیا

لٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا
اپنے ذمے لے لیا (تو) سب نے کہا کہ ہم نے اقرار کیا - (خدا نے) فرمایا کہ اب تم سب گواہ رہو

كُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۝ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ
ساتھ گواہی دینے والا ہوں - پھر جو اس عہد سے پھر جائے

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗ
تو نافرمان ہوں گے - کیا دین خدا کے سوا وہ کسی اور دین کے خواستگار ہیں

نْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّ
آسمانوں میں اور زمین میں جو ہیں برغبت اور بکراہت اسی کے مطیع ہوں گے اور

عُوْنَ۝ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ
ت کر جائیں گے - (اے رسولؐ) کہدو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس پر جو ہم پر نازل ہوا ہے

اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَ
ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور

وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ
تھا اور اس پر جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور پیغمبروں کو

ے۵ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ ربانی منسوب ہے لفظ رب کی طرف اور اس میں الف نون زائد ہے اور معنی اسکے ہیں علم و عمل میں کامل ۱۲ ے۶ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ تفسیر جوامع الکلم اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کے معنی یوں منقول ہیں: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ اُمَمِ النَّبِيّٖنَ الخ یعنی جس وقت خدائے تعالیٰ نے انبیاء کی امتوں سے یہ عہد لیا کہ ہر امت اپنے اپنے نبی کی تصدیق کرے اور جو جو احکام وہ پہنچائیں ان پر عمل کرے ان میں سے بہت سوں نے اس اقرار کو پورا نہیں کیا اور اپنی اپنی شریعت کا بڑا حصہ چھوڑ دیا۔ اور بعض نے اپنی اپنی شریعت کے بڑے حصے میں تحریف کی۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے مبسوط معنی لکھے ہیں: ان حضرت کا یہ قول درج ہے کہ تنزیل قرآن اسی طرح تھی وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ اُمَمِ النَّبِيّٖنَ مگر بعد میں لفظ امم گرا دیا گیا۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمارے نبی سے پہلے جس قدر انبیاء گزرے ہیں ان سب سے خدائے تعالیٰ نے یہ عہد لیا تھا کہ وہ اپنی اپنی امتوں کو آنحضرتؐ کی بعثت اور صفات کی خبریں پہنچا کر بشارت دیتے رہیں اور آنحضرتؐ کی تصدیق کا ان کو حکم بھی دیتے رہیں نیز انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ پروردگار عالم نے حضرت آدمؑ سے اور جو نبی بعد ان کے مبعوث ہوئے ہیں ان سے یہ عہد لیا تھا کہ اگر تمہارے حین حیات میں ہم محمد مصطفیٰؐ کو مبعوث کر دیں تو تم ضرور ان حضرتؐ پر ایمان لانا اور ان کی نصرت کرنا اور اپنی اپنی قوم سے اس بات کا عہد لیتے رہنا۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت آدمؑ سے لیکر آئندہ جس قدر نبی خدائے تعالیٰ نے مبعوث فرمائے ہیں وہ سب دنیا میں رجعت فرمائیں گے اور جناب

ع ۸
۹
۱۶

گے اور یہ بات خدا کے اس قول سے ثابت ہے لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ یعنی تم سب ضرور اس (محمد مصطفیٰؐ) پر ایمان لانا وَلَتَنْصُرُنَّهٗ اور تم سب ضرور اُس (علی مرتضیٰؑ) کی نصرت کرنا۔
رجعت کی بابت حدیث ضمیمہ میں مطالعہ فرمائیے،

عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَلَا تَكُوْنُوْا

وں سے منع کریں۔ اور وہی (پوری پوری) فلاح پانے والے ہوں۔ اور ان لوگوں کے مانند

تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۭ

ہوں نے بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلی نشانیاں آچکی تھیں اختلاف کیا اور متفرق ہو گئے۔

لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ[۱] وَّ

کے لئے تو بڑا عذاب ہے۔ جس دن کچھ چہرے نورانی ہوں گے اور

جُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ[۲] ۣ اَكَفَرْتُمْ[۳]

پھر جن لوگوں کے منہ کالے ہوں گے (ان سے کہا جائے گا) کہ تم ایمان لانے کے

انِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○

ے نا؟ تو اب جیسا انکار کرتے تھے ویسا اس کے بدلے عذاب چکھو۔

يْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ هُمْ

ن کے چہرے نورانی ہوں گے وہ رحمت خدا میں ہوں گے اور

لِدُوْنَ ○ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ

ـشہ رہیں گے۔ یہ خدا کی برحق آیتیں ہیں جو ہم تم پر تلاوت کرتے ہیں۔

رِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

ام عالم میں کسی پر ظلم کا ارادہ نہیں کرتا۔ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

ضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ○ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ[۴]

ب کچھ خدا کا ہے اور خدا ہی کی طرف سب امور کی بازگشت ہوگی۔ جو امتیں ہدایت مردم کے لئے

لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

یں ان میں تم سب سے بہتر ہو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور بدی سے منع کرتے ہو

نَ بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ

یمان لاتے ہو۔ اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے تو ان کے لئے بہت اچھا ہوتا۔

ؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ

مومن ہیں اور بہت سے نافرمان۔ سوائے ایذا پہنچانے کے وہ تمہارا ہرگز کچھ

نْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۣ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ○

ر تم سے لڑیں گے تو پیٹھ دکھائیں گے پھر ان کی مدد نہ کی جائے گی۔

---

[۱] يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ تفسیر قمی میں ہے حضرت ابوذر رضؓ غفاری سے روایت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت میرے پاس پانچ جھنڈوں کے تحت میں ہو کر آئے گی ان میں سے چار کے ماتحت تو بھوکے پیاسے جہنم میں بھیج دیئے جائیں گے اور پانچویں کے سیر و سیراب داخل جنت کئے جائیں گے (اس سے آگے پوری حدیث ضمیمہ صفحہ پر ہے)

[۲] اَلَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ ان سے مراد اس امت کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین میں بدعت پھیلائی۔ اپنی رائے باطلہ کو رواج دیا اور اپنی خواہش نفسانی سے مسائل بنا دیئے ۱۲

[۳] اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ یہ ہمزہ سوالیہ واسطے زجر و توبیخ اور ان کی حالت پر تعجب کرنے کے ہے ۱۲

[۴] خَيْرَ اُمَّةٍ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے ان کے سامنے پڑھا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ تو حضرت نے فرمایا کہ آیا وہ امت خیر امت ہے جس نے جناب امیر المومنین و حسنین علیہما السلام کو قتل کیا؟ اس پڑھنے والے نے عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہوں یہ آیت کیوں کر نازل ہوئی تھی۔ فرمایا اس طرح نازل ہوئی تھی اَنْتُمْ خَيْرَ اَئِمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ ان کی مدح اس طرح فرماتا ہے کہ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۱۲

ع ۱۱ ۶ ۲

[۵] مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ مراد ہیں عبد اللہ بن سلام اور [illegible] ساتھی جو یہود میں سے جناب [illegible] صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] ۱۲

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ

اور اگر یہ لوگ اسی وقت جبکہ انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا تمہارے پاس آجاتے

وا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ

مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے بخشش طلب کرتا تو یہ ضرور اللہ کو

يمًا ○ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ

اور رحم کرنے والا پاتے ایسا نہیں ہے تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ (کبھی) مومن نہ ہوں گے

بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا

وں میں جو ان کے مابین پڑے ہیں تم کو حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کر دو اس سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں

وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ

طرح تسلیم کرلیں جیسا کہ تسلیم کرنے کا حق ہے اور اگر ہم ان پر یہ لازم کر دیتے کہ

سَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ

کو قتل کرو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو سوائے معدودے چند کے یہ لوگ اس کی تعمیل نہ کرتے

لَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

گر وہ اس کے موافق کرتے تو جو کچھ ان کو نصیحت کی گئی تھی تو یہ بات ان کے لئے بہت ہی اچھی ہوتی

بِيْتًا ○ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ○

زیادہ مضبوطی کا باعث ہوتا اور اس وقت ہم بھی ان کو بہت بڑا اجر دیتے

هُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ○ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ

صراط مستقیم تک پہنچا دیتے اور جو اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کریں گے

مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ

کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے کہ بعض پیغمبروں میں سے ہیں اور بعض صدیقوں میں سے ہیں

وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ○ ذٰلِكَ

سے ہیں اور بعض صلحاء میں سے ہیں اور وہی لوگ رفاقت کے لئے سب سے اچھے ہیں یہ

مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

سے فضل ہے اور خدا کا آگاہ ہونا کافی ہے اے ایمان لانے والو

ذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ○ وَاِنَّ

کرو دستے دستے نکلو یا اکٹھے نکل پڑو اور ضرور

۵۱ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اس جگہ امیر المومنینؑ کو مخاطب کیا ہے پھر وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا سے فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ تک تلاوت فرمائی اس کے بعد فرمایا فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ سے وہ معاہدہ مراد ہے جو ان منافقوں نے باہم کیا تھا کہ اگر محمدؐ کو خدا نے موت دی تو اس امر کو بنی ہاشم میں نہ جانے دیں گے پھر حضرتؑ نے آگے تلاوت فرمائی ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ اور یہ فرمایا کہ خواہ تم ان کے قتل کا فیصلہ دیتے ہو یا عفو کا پھر يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا پڑھ کر ختم فرما دیا ۱۲ ۵۲ جَآءُوْكَ تفسیر قمی میں ہے کہ اصل تنزیل میں جَآءُوْكَ کے بعد یَا عَلِیُّ تھا ۱۲ ۵۳ مَا يُوْعَظُوْنَ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصل تنزیل یوں تھی مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ فِيْ عَلِيٍّ (یعنی علیؑ کے بارے میں جو نصیحت کی گئی) ۱۲ ۵۴ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ پرہیزگاری سے ہماری اعانت کرو کیونکہ تم میں سے خدا کے حضور میں جو شخص پرہیزگاری کے ساتھ جائے گا تو خدا کی طرف سے اس کو بڑی کشائش ملے گی۔ جیسا کہ خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا کہ نبی بھی ہم میں سے ہے اور شہداء اور صالحین بھی ہم میں سے ہیں اور جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ مومن دو قسم کے ہیں ایک تو اللہ پر ایمان لانے والا جس نے وہ کل شرطیں پوری کی ہوں جو مومن کے لئے اللہ نے مقرر کی ہیں پس وہ تو انبیاء و شہداء و صدیقین و صالحین کے ساتھ ہوگا اور اس سے بہتر رفاقت کونسی ہو سکتی ہے اور یہی وہ مومن ہے جس کو منزل شفاعت حاصل

ع ۹ ۱۱ ۶

نی پڑے گی اور یہی وہ مومن ہے جس کو دنیا و آخرت سے خوف پیش نہ آئیں گے اور ایک مومن وہ ہے جس کے قدم پھسل جائیں گے اس کی حالت زراعت کے خوشہ کی سی

گیا یہ وہ ہے جس کو دنیا میں بھی خوف پیش آئیں گے اور آخرت میں بھی اس کی شفاعت کی جائے گی اور انجام بخیر ہو جائے گا. تفسیر عیاشی میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ تمہارا

ذکر خدا نے اپنی کتاب میں [illegible] فرمایا۔ جیسا کہ یہ آیت پڑھی اُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ پھر فرمایا کہ اس آیت میں نبیین سے مراد جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ اور صدیقین اور شہداء سے مراد ہم ہیں اور صالحین سے مراد تم ہو لیکن تم کو صلاح و تقویٰ اختیار کرنا چاہیے جیسا کہ اللہ نے تمہارا نام رکھا ہے (باقی صفحہ

وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ

اور ان کے لئے بہتر بھی لیکن اللہ نے ان کے کفر کے سبب سے ان پر لعنت کی ہے اور وہ بہت ہی کم

قَلِيْلًا ○ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَ

اے وہ لوگو! جن کو کتاب دی گئی ہے اس پر ایمان لاؤ جو کچھ ہم نے

مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا

درحالیکہ جو کچھ تمہارے پاس پہلے سے ہے وہ اس کی تصدیق بھی کرتا ہے قبل اس کے کہ ہم چہرے بگاڑ دیں

عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَ

پشت کی طرف پھیر دیں یا ان پر ایسی ہی لعنت کریں جیسے ہم نے اصحاب سبت پر لعنت کی تھی

اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ○ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ

امر خدا ہو کر رہے گا یقیناً اللہ اس کو نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک

يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ

اس کے ماسوا جس کو چاہے بخش دے اور جس نے اللہ سے شرک کیا

افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ○ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُ

یقیناً بہت بڑا گناہ کیا کیا تم نے ان کو نہیں دیکھا؟ جو اپنے نفوس کو پاک قر

بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ○ اُ

بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے پاک قرار دیتا ہے اور ان پر سوت برابر ظلم نہ کیا جائے گا دیکھو

كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَكَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِ

یہ اللہ پر کیسا جھوٹا بہتان باندھتے ہیں اور صریح گناہ کے لئے یہی کافی

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے بہرہ دیا گیا ہے وہ جبت اور طاغوت

وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى

لاتے ہیں اور جو منکر ہو گئے ہیں ان سے یہ کہتے ہیں کہ یہ ان ایمان لانے والوں کی

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ

زیادہ راہ راست پر ہیں وہی تو ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے

يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ؕ ○ اَمْ لَهُمْ نَصِ

اللہ لعنت کرے گا تم اس کا ہرگز کسی کو مددگار نہ پاؤ گے آیا سلطنت (حقیقی) میں سے

وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ۔ الفقیہ میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ یہ جو خدا نے فرمایا کہ مشرک کے سوا جسے چاہے بخش دے آیا کبیرہ گناہ بھی اس میں داخل ہے؟ فرمایا بیشک داخل ہے۔ خدا کو اختیار ہے جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے نہ بخشے۔ نیز اسی کتاب میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس کا ایک جزو یہ ہے کہ میں نے اپنے حبیب جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ کو یہ فرماتے سنا کہ اگر مومن دنیا سے اس حالت سے جائے کہ کل اہل زمین کے گناہوں تو بھی اس کی موت اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی۔ پھر فرمایا جو شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سچے دل سے کہے گا وہ شرک سے بری ہے اور جو دنیا سے اس حال میں جائے گا کہ کسی شے کو خدا کا شریک نہ کیا ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ شِيْعَتِكَ وَمُحِبِّيْكَ يَا عَلِيُّ (یعنی یہ جو خدا نے فرمایا کہ مشرک کے سوا جسے چاہے بخش دے تو وہ اے علیؑ تمہارے شیعوں اور محبوں میں سے ہوں گے) امیر المومنینؑ نے عرض کی یا رسول اللہ آیا وہ میرے ہی شیعوں میں سے ہوں گے؟ فرمایا ہاں قسم بخدا وہ تمہارے ہی شیعوں میں سے ہوں گے۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر میں یوں وارد ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ کے یہ معنی ہیں کہ خدا ہرگز اس شخص کو نہ بخشے گا جو علیؑ کی ولایت کا منکر ہو وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ سے یہ مطلب ہے کہ جو علیؑ کے دوستدار ہیں ان کو بخش دے گا۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ دریافت کیا گیا تھا کہ ادنےٰ درجہ شرک کا کیا ہے؟ فرمایا دین میں ایک بات ا

اس پر لوگوں سے دوستی و دشمنی کرے۔ کتاب التوحید میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ قرآن مجید کی یہ آیت مجھے سب سے زیادہ پیاری ہے ۱۲

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّا

(ایسے) رسول (جو) خوشخبری دینے والے بھی تھے اور ڈرانے والے بھی تاکہ اُن کے آنے کے بعد ک

اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَ

ہے۔ اور اللہ زبردست حکمت والا

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِ

لیکن اللہ اس کے باب میں جو تم پر نازل کیا گیا ہے گواہی دیتا ہے کہ اس نے اپنے

الْمَلٰۗىِٕكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ اِ

اور فرشتے (بھی اس بات کی) گواہی دیتے ہیں، حالانکہ گواہی اللہ (ہی) کی کافی ہے۔

كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا

کافر ہوگئے اور انھوں نے راہِ خدا سے روکا وہ گمراہی میں بہت

بَعِيْدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰه

جن لوگوں نے یقیناً کفر (بھی) کیا اور ظلم (بھی) کیا۔ اللہ کا یہ کام نہیں

لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ۝ لا اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ

بخشدے یا اس کو کوئی اور راستہ سوائے جہنم کے راستے کے بتلائے جس میں

فِيْهَآ اَبَدًا ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَ

رہیں گے۔ اور اللہ کے لئے یہ بات آسان ہے اے آ

قَدْ جَاۗءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَ

رسول تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس حق لے کر آیا ہے پس اسے مان لو ت

وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور اگر انکار کروگے تو آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے ضرور اللہ کا ہے۔

اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِ

اللہ صاحب علم و حکمت ہے۔ اے اہلِ کتاب اپنے دین کے بارے میں

وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَ

اور سوائے حق کے خدا کے بارے میں کچھ نہ کہو۔ مسیح عیسیٰؑ ابن مریم سو

مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُ

اور کچھ نہیں ہے کہ اللہ کا رسول ہے اور اس کا کلمہ جس کو اس نے مریم تک پہنچا دیا تھا اور اس کی

قرآن مجید قسم سوم کی صراحت ہے۔ پروردگار عالم اس قسم کی تمام [illegible] سے منزہ و مبرا ہے نیز ایک شخص نے جس کو آیاتِ خدا میں کچھ شبہ پڑ گیا تھا۔ اُن حضرت سے سوال کیا تو اس کے جواب میں جو ارشاد ہوا اس کا ایک جزو یہ ہے کہ اُن حضرت نے فرمایا کہ کلام اللہ جس کا نام ہے وہ ایک طرح کا نہیں ہے بلکہ اس کی کئی صورتیں ہیں ایک تو وہ کلام خدا کا تھا جو کہ خدا نے اپنے رسولوں سے تکلم فرمایا اور وہ بھی کلام اللہ تھا جو کہ رسولوں کے دلوں میں ڈال دیا۔ وہ خواب بھی کلام اللہ تھے جو رسولوں نے دیکھے اور وحی تنزیل جس کی تلاوت کی جاتی ہے یہی کلام اللہ ہے (تصریح) قرآن مجید اسی قسم آخیر میں داخل ہے۔ الخصال میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے منقول ہے کہ پروردگار عالم نے تین شب و روز میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کلمے فرمائے۔ اس عرصہ میں جناب موسیٰؑ نے کچھ بھی کھایا نہ پیا۔ اس کے بعد جب بنی اسرائیل کے پاس پلٹ کر آئے تو کانوں میں تو حلاوتِ کلام خدا گونج رہی تھی اُن کی باتیں ناگوار محسوس ہوئیں احتجاج میں وہ گفتگو منقول ہے جو یہودیوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ سے کی تھی منجملہ اس کے یہ ہے کہ انھوں نے یہ کہا کہ کیا موسیٰؑ آپؐ سے بہتر نہیں ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا کیوں؟ انھوں نے کہا کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے چار ہزار کلموں سے بات کی اور آپؐ سے کوئی بات بھی نہ کی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مجھے اُن سے افضل چیز عطا کیا گیا ہے انھوں نے کہا وہ کیا ہے آنحضرتؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا الخ (اس حدیث کا بقیہ انشاء اللہ سورہ بنی اسرائیل میں بیان ہوگا)

(حاشیہ صفحہ ۱۲۴)

تحریف

[1] لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فِيْ عَلِيٍّ ۱۲ [2] اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب

تحریف

منقول ہے کہ جبرئیلؑ امین اس آیت کو اس شان سے لے کر نازل ہوئے تھے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا آلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ الخ تفسیر قمی

لِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَیْرًا لَّکُمْ
اور تثلیث کے قائل نہ ہو اس سے باز رہو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔

دٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِی
اس کی ذات اس سے منزہ ہے کہ اس کے کوئی بیٹا ہو۔ آسمانوں میں

الْاَرْضِ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰهِ وَکِیْلًا ۝ لَنْ
ی کا ہے اور اللہ ہی انتظام کے لئے کافی ہے۔ مسیح کو یہ

یحُ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِکَةُ
ہ اللہ کا بندہ بنے اور نہ مقرب فرشتوں کو

نْ یَّسْتَنْکِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَیَسْتَکْبِرْ
جو اس کی عبادت سے انکار کرے گا اور تکبر کرے گا

لَیْهِ جَمِیْعًا ۝ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
ے پاس جمع کر لے گا پھر جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیکو کار

فِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَیَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَ
پورے پورے دے گا اور اپنے فضل سے کچھ اور بڑھا دے گا

نْکَفُوْا وَاسْتَکْبَرُوْا فَیُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا
ی کی اور تکبر کیا پس اُن کو دردناک عذاب

جِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا
کے سوا وہ کسی کو اپنا یار و مددگار نہ پائیں گے

ا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَ
ومیو بے شک تمہارے رب کے پاس سے تم پر دلیل آ چکی ہے اور

وْرًا مُّبِیْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ
والا نور نازل کیا ہے پس جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اس نور سے

فَسَیُدْخِلُهُمْ فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّ
قریب اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا اور

یْ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ؕ یَسْتَفْتُوْنَکَ ؕ قُلِ
راستہ بتا دے گا لوگ تم سے فتوی دریافت کرتے ہیں تم کہہ دو

وقف لازم

ع ۲۳ ۹ ۳

کو جناب ابو عبد اللہ نے اس طرح تلاوت فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَظَلَمُوْا آلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ لَمْ یَکُنِ اللّٰهُ الخ ۔

۳ قَدْ جَآءَکُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّکُمْ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ آیت اس طرح منقول ہے قَدْ جَآءَکُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّکُمْ فِیْ وِلَایَةِ عَلِیٍّ فَاٰمِنُوْا خَیْرًا لَّکُمْ وَاِنْ تَکْفُرُوْا بِوِلَایَةِ عَلِیٍّ فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ ۔

۴ وَکَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَآ اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ کافی میں منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ رُوْحٌ مِّنْهُ کے معنی کیا ہیں فرمایا وہ روح جسے خدائے تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور حضرت عیسیٰؑ میں پیدا کیا۔ التوحید میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ دو مخلوق روحوں کو خدا نے برگزیدہ فرمایا ایک روح آدمؑ اور ایک روح عیسیٰؑ ۱۲

حاشیہ صفحہ ۱۲۵

۱ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ مطلب یہ ہے کہ یہ نہ کہو کہ خدا تین ہیں اللہ و مسیح و مریم جیسا کہ خدا کے قول سے ثابت ہے ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (کیا تم نے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے علاوہ دو اور خدا بنا لو) ۱۲

۲ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ایک قول کے مطابق برہان سے مراد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ ہیں۔ اور نور سے مراد قرآن مجید اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ تمہارے پاس دلائل عقلی اور شواہد نقلی آ چکے اور تمہارے لئے کوئی عذر و علت کچھ بھی باقی نہیں ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نور سے مراد ولایت علیؑ ہے ۱۲

۳ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ برہان سے مراد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور نور سے مراد ی مرتضیٰ مراد ہیں۔ تفسیر قمی میں ہے کہ نور سے مراد امامت امیر المومنین علیہ السلام ہے اور اعتصام سے مراد اُن حضرتؑ کی ن سے متمسک ہونا ۱۲

مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ

آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اس سے (بھی) واقف ہے۔ اور اللہ ہر

قَدِیْرٌ ۝ یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ

قدرت رکھنے والا ہے۔ اس دن ہر نفس اس نیکی کو جو وہ کر چکا ہے

وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَیْنَهَا وَبَیْنَهٗ

جو وہ کر چکا ہے موجود پائے گا اور یہ خواہش کرے گا کہ کاش خود اس کے اور اُس دن کے مابین

بَعِیْدًا ؕ وَیُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ

طویل حائل ہوتی۔ اور اللہ تمکو اپنے سے ڈراتا ہے اور اللہ کل بندوں پر

ع ۝ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ

اے رسول ص) کہدو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تاکہ اللہ تمہیں دوست رکھے

یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ قُلْ اَطِیْعُوا

تمہارے گناہ بخش دے۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا ہے۔ کہدو تم

الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ۝

اطاعت کرو پھر اگر وہ روگردانی کریں تو یقیناً اللہ منکروں کو دوست نہیں رکھتا!

اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ

آدم ع اور نوح ع اور آلِ ابراہیم ع اور آلِ عمران ع کو

الْعٰلَمِیْنَ ۝ ذُرِّیَّةً ۢ بَعْضُهَا مِنْ ۢ بَعْضٍ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ

برگزیدہ کیا۔ ان میں سے بعض بعض کی اولاد ہیں۔ اور اللہ سننے والا (اور)

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ

جس وقت عمران کی زوجہ نے یہ عرض کی کہ اے میرے پروردگار جو میرے پیٹ میں ہے

فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ

اسے تیرے لئے آزاد چھوڑ دینے کی منت مانتی ہوں۔ پس تو میری (یہ منت) قبول کرلے بے شک تو سُننے والا

۝ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰی ؕ

ہے۔ پھر جب اسے جنا تو کہنے لگی کہ اے میرے پروردگار میں نے تو یہ لڑکی جنی۔

اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی ۚ وَاِنِّیْ

جانتا ہے کہ وہ کیا جنی۔ اور لڑکا لڑکی کے مانند نہیں ہوتا۔ اور میں نے

سلہ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ کئی حدیثوں میں
وارد ہے کہ دین سوائے محبت کے اور کوئی
چیز نہیں ہے۔ کافی میں جناب امام جعفر
صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ
اسرار دین میں سے ایک یہ بھی ہے کہ
بندہ جان لے کہ خدا اس سے محبت رکھتا
ہے پھر وہ خدا کی اطاعت کرے اور
ہماری پیروی کیا تم نے نہیں
سنا کہ خدا اپنے نبی ص سے کیا
فرماتا ہے اسکے بعد حضرت نے
یہ آیت (قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ
اللّٰہَ الخ) تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا
واللہ کوئی بندہ کبھی خدا کا مطیع نہ ہوگا
٣ مگر یہ کہ خدائے تعالیٰ اپنی اطاعت
ع ١٠ ١١ کی حالت میں ہمارا اتباع اس
کے دل میں ڈال دیگا اور نہ کوئی
بندہ ایسا ہے کہ ہمارا اتباع کرے اور
اللہ اس کو دوست نہ رکھے اور قسم بخدا
جو کوئی ہمارا اتباع چھوڑ دیگا ضرور ہم سے
بغض رکھے گا اور جو ہم سے بغض رکھے
گا یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا کی نافرمانی نہ
کرے [illegible]
مرجائے گا خدائے تعالیٰ اُسے اوندھے منہ
جہنم میں گرادے گا۔ عمران ابن اعین نے
جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک
صحابی سے روایت کی ہے کہ میں نے
حضرت کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص
خدا کی نافرمانی کرتا ہے وہ خدا کا دوست
ہرگز نہیں ہے اسکے بعد اُن حضرت نے
یہ شعر پڑھے تَعْصِی الْاِلٰہَ وَاَنْتَ
تُظْہِرُ حُبَّہٗ ٭ ہٰذَا لَعَمْرِیْ فِی الْفِعَالِ
بَدِیْعٌ ٭ لَوْ کَانَ حُبُّکَ صَادِقًا
لَاَطَعْتَہٗ ٭ اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُحِبُّ
مُطِیْعٌ ٭ ترجمہ:۔ تو خدا کی نافرمانی کرتا
ہے اور ساتھ ہی اس کے محبت کا اظہار
بھی کرتا ہے۔ عملاً یہ بات تو ظاہر بظاہر
محال ہے اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو
ضرور اس کی اطاعت کرتا اس لئے کہ
محبت کرنے والا جس سے محبت کرتا ہے
اس کا مطیع ہوتا ہے۔ سلہ اِنَّ اللّٰہَ

[illegible] ہے کہ یہ آیت اس طرح تھی، اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ وَاٰلَ مُحَمَّدٍ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ تو لوگوں نے اصل کتاب سے

[illegible] سے منقول ہے کہ لفظ آلِ محمد اس آیت میں موجود تھا لوگوں نے ہٹا دیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ [illegible]

صفحہ ۲۸۸ نوٹ نمبر ۲ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُوْنَ ؕ تفسیر قمی میں ہے امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کے سامنے ایک شخص نے یہ آیت یوں تلاوت کی مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُوْنَ یعنی يَعْصِرُوْنَ کو معروف کے صیغہ سے جیسا کہ آپ موجودہ قرآن میں دیکھتے ہیں حضرت نے فرمایا وائے ہو تجھ پر کیا آیا نچوڑیں گے؟ اس شخص نے عرض کی یا امیرالمومنینؑ پھر میں اسے کیونکر پڑھوں؟ فرمایا خدا نے تو یوں نازل فرمائی ہے۔ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يُعْصَرُوْنَ یعنی يُمْطَرُوْنَ جس کے معنی ہیں یہ فرمایا کہ ان کو بادلوں سے پانی بکثرت دیا جائے گا۔ اور دلیل اس امر پر خدا کا یہ قول لائے وَاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا (اور ہم نے بدلیوں سے موسلا دھار پانی اتارا) قول مترجم ہے کہ جب قرآن میں ظاہراً اعراب لگائے گئے ہیں تو شراب خوار خلفا کی خاطر يُعْصَرُوْنَ کو يَعْصِرُوْنَ سے بدل کر معنی کو زیر و زبر کیا گیا ہے یا مجہول کو معروف سے بدل کر لوگوں کے لیئے ان کے کرتوت کے معروف اپنے امام کے حکومت مجبور ہیں کہ جو تغیر یہ لوگ کر دیں تم اس کو اسی کے حال پر رہنے دو اور تغیر کرنے والے کا عذاب کم نہ کرو اور جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو اصل حال سے مطلع کر دو۔ قرآن مجید کو اس کی اصلی حالت پر لانا واقع ہے۔ الا ان ہی کے وقت میں وہ حسب تنزیل خدا تعالیٰ پڑھا جائے گا۔ ۱۲

صفحہ ۲۸۸ نوٹ نمبر ۳ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِي قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؕ اس کا مطلب یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے حکم سے فوراً چلے آنے میں دیر کی اور یہ چاہا کہ شہر کی عورتوں سے حال ہو جائے تاکہ بادشاہ پر ان کی صفائی بھی ظاہر ہو جائے اور یہ بھی کھل جائے کہ ناحق قید کیئے گئے اور انھوں نے عزیز مصر کی زوجہ کا خود ذکر نہیں کیا باوجودیکہ اس کی طرف سے قدر زیادتی ہوچکی تھی۔ اس کی دو وجہیں تھیں۔ ایک ذاتی کرم اور دوسرے محسن کے احسان کی رعایت۔ ۱۲

صفحہ ۲۸۸ نوٹ نمبر ۴ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ؕ یہ خود زلیخا کا بیان ہے اور اس پر کسی مزید شہادت کے لانے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ جب ایک مخالف حق پر ہے۔ اور وہ خود باطل پر ہو پھر کسی اور شہادت کی کیا ضرورت ہے ۱۲۔

صفحہ ۲۸۸ نوٹ نمبر ۵ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ ؕ تفسیر قمی کے بموجب یہ آیت اور اس سے اگلی آیت جو تیرھویں پارہ کی ابتدا ہے زلیخا کے قول کا تتمہ ہے اور اس کا مطلب جیسا کہ ترجمہ میں تاکہ یوسفؑ یہ جان لیں کہ جب اُن کی غیبت میں ان کی نسبت مجھ سے سوال کیا گیا تو میں نے ان پر کوئی جھوٹ نہیں کہا حالانکہ میں اپنے آپ کو خیانت سے بری نہیں تھی اور جھوٹ بولی تھی تو میں نے ضرور خیانت کی تھی۔ ۱۲

پارۂ دوازدہم ختم شد

فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ○ وَ

(بیٹھے ہوں گے) یہ کیسا اچھا بدلہ ہے اور وہ کتنی عمدہ جگہ ہوگی؟

لَهُم مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَا

ان کے لئے ان دو آدمیوں کی مثل بیان کردو کہ ہم نے ان دونوں میں سے ایک کے لئے انگور کے دو باغ لگ

حَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ○ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ

ان دونوں کو خرمے کے درختوں سے گھیر دیا تھا اور ان دونوں باغوں کے درمیانی حصہ میں کھیتی قائم کردی تھی

أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا ۚ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ○ وَكَا

خوب پھل لایا کرتے تھے اور ان پھلوں میں ذرا سا بھی نقصان نہ ہوتا تھا اور ہم نے ان دونوں کے بیچ میں ایک ندی جا

ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنكَ مَالًا

اس شخص کے پاس بہت کچھ مال تھا پس وہ اپنے ساتھی سے باتیں کرنے میں کہنے لگا کہ میں مال کی حیثیت سے تجھ سے

نَفَرًا ○ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظ

ہوں۔ اور جتھے کی حیثیت سے بھی بڑھا ہوا ہوں۔ اور وہ اپنے باغ میں ایسی حالت سے پہنچا کہ اپنے آپ پر

تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ○ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّ

کہنے لگا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ یہ باغ کبھی بھی فنا ہوگا اور نہ میں یہ گمان کرتا ہوں کہ قیامت آئے گی اور اگر میں

إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنقَلَبًا ○ قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ

کی طرف واپس بھی گیا تو ضرور بالضرور اس سے بہتر حالت پاؤں گا۔ اس کے ساتھی نے اس سے گفتگو کرتے

يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْ

کیا تو اس کا انکار کرتا ہے جس نے (سرِ الحقیقت) تجھ کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطف

سَوَّاكَ رَجُلًا ○ لَّٰكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَ

تجھے ٹھیک ٹھاک آدمی بنادیا۔ رہا میں سو میرا پروردگار تو وہی اللہ ہے اور میں اپنے پروردگار کا شریک

وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّ

اور تو نے اپنے باغ میں داخل ہوتے ہوئے یہ کیوں نہ کہا کہ جو کچھ اللہ نے چاہا (سو ہوا) خدا کی قوت کے بغیر ک

بِاللَّهِ ۚ إِن تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنكَ مَالًا وَوَلَدًا ○ فَعَسَىٰ ر

گو تو یہ سمجھتا ہو کہ میں مال و اولاد میں تجھ سے کم ہوں۔ مگر اب قریب ہے

يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّن جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا

مجھے تجھ سے بہتر باغ دے دے اور اس تیرے باغ پر آسمان سے عذاب بھیجدے کہ یہ

(بقیہ ۵۳) اسی پر خدائے تعالیٰ نے
یہ آیت نازل کی اور اس آیت میں
مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ
ذِکْرِنَا سے مراد عیینہ بن حصین
بن حذیفہ بن بدر فزاری ہے جس کا
ذکر اوپر ہو چکا ۱۲ ۵۴ قُلِ الْحَقُّ
مِنْ رَّبِّکُمْ کافی میں جناب محمد باقر
سے منقول ہے کہ جبرئیل امین اس
آیت کو یوں لائے تھے قُلِ الْحَقُّ
مِنْ رَّبِّکُمْ فِیْ وِلَایَۃِ عَلِیٍّ ۱۲
۵۵ اَلْمُھْلِ لفظی معنی روغن زیت
کی تلچھٹ یا پگھلا ہوا تانبا۔ تفسیر قمی
میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے
منقول ہے کہ اَلْمُھْلِ سے مراد وہ
چیز ہے جو روغن زیت میں سے بعد
اس کے صاف کرنے کے نیچے بیٹھ جاتا ہے ۱۲

ع ۹/۱۶

حواشی صفحہ ھٰذا ۵۶ وَ
اضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَیْنِ
لفظی معنی یہ ہیں کہ ان کے لئے ان دو
آدمیوں کی مثل یا حالت بیان کرو اور
مطلب یہ ہے کہ کفار اور مومن دونوں کے
لئے ایسے دو شخصوں کی حالت بیان کرو
جن میں سے ایک تو مالدار تھا اور ایک مفلس
چنانچہ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ایک
ایسے شخص کے بارے میں نازل ہوئی
ہے جس کے دو بڑے بڑے باغ تھے
جن میں بہت ہی کثرت سے میوہ پیدا
ہوتا تھا جیسا کہ خود خدائے تعالیٰ بیان
فرماتا ہے اور ان دونوں باغوں کے
مینڈوں پر کھجور کے درخت بھی بہت سے
تھے اور زراعت بھی خوب ہوتی تھی اور
پانی بھی بکثرت تھا اور اس کے پڑوس
میں ایک مفلس بھی رہتا تھا جس کے
مقابل اس مالدار نے بہت کچھ شیخی بگھاری
تھی ۱۲ ۵۷ وَکَانَ لَهٗ ثَمَرٌ
لفظی معنی ہیں اور تھا اس کے لئے پھل
مگر یہاں ثمر اپنے لفظی معنوں میں مستعمل
نہیں ہوا۔ بلکہ ثمر سے مرادی معنی ہیں
طرح طرح کا مال۔ چنانچہ جب عرب میں
کسی کا مال زیادہ ہو جاتا ہے تو کہتے
ہیں ثَمَّرَ مَالَهٗ (اس کا مال بڑھ گیا)۔ اور ہماری زبان میں بھی زیادتی ہوجاتی ہے کہ تم پھولو پھلو۔ یہاں پھلنے سے مراد یہ نہیں ہے کہ تم میں آم اور نارنگیاں لگ جائیں بلکہ
دولت بڑھے۔ تمہاری [illegible] ۱۲ ۵۸ [illegible] ۵۹ مَا شَاءَ اللّٰهُ [illegible] واللہ ما شاء اللہ کا مطلب یہ ہے کہ مجھے [illegible]

[illegible]

وَلَا فِی الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا

ب ہے اور نہ زمین کی اور نہ اُس سے چھوٹی چیز پوشیدہ ہے اور نہ

فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝ قلا لِّیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ

کھلی کتاب میں سب کا مذکور ہے - قیامت تمہارے لئے ضرور آئے گی - تاکہ خدائے تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لا

لِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ ۝

کی جزائے خیر دے - گناہوں کی بخشش اور بہتر سے بہتر رزق اُن ہی کے لئے ہے۔

سَعَوْ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ

کو ہرانے کے لئے ہماری آئیتوں کے باطل کرنے میں کوشش کی دُکھ دینے والی تکلیفوں کا عذاب اُن ہی

۝ وَیَرَی الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ

اور وہ لوگ جن کو علم دیا گیا ہے یہ دیکھ لیں گے کہ جو کچھ

نْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَیَهْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ

س سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے وُہی حق ہے اور وُہی زبردست (اور) لائق تعریف (خدا)

۝ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ

ایت کرتا ہے - اور جو لوگ کافر ہو گئے انہوں نے یہ کہا کہ کیا ہم تمہیں ایسا شخص بتائیں

اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِیْ خَلْقٍ

جب تم بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو پھر تم از سر نو پیدا

۝ اَفْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلِ

کیا اُس نے اللہ پر جھوٹا بہتان باندھا ہے یا اُسے جنون ہے؟ (یہ تو نہیں) بلکہ

لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِی الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ

ایمان نہیں رکھتے وہ عذاب میں اور بڑی گمراہی

۝ اَفَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

کیا انہوں نے اپنے آگے اور پیچھے

سَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ

و زمین کے متعلقات پر نظر نہیں ڈالی - اگر ہم چاہتے تو ہم ان سمیت زمین کو دھنسا دیتے یا

لَیْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّكُلِّ

ایک ٹکڑا گرا دیتے بیشک ہر رجوع کرنے والے بندہ کے لئے اسی میں نشانی

(بقیہ صفحہ گذشتہ) تو شیطان نے دوستی کے پیرائے میں ان کے دل میں یہ بات ڈالی - کہ اس منزلت کی تمنا کریں - اسی وجہ سے توفیق الٰہی ان کی یاور نہ رہی اور درخت گندم کھانے کی نوبت آئی - آخر حدیث یہ ہے کہ اس کا نتیجہ یہ نکلا - کہ بعد آدم تمام انبیاء اس امانت کی حفاظت کرتے رہے - اور اپنے اپنے اوصیاء کو اور اپنی اپنی امت کے خالص مومنوں کو اس کی اطلاع دیتے رہے - لیکن اس کے اظہار کے سبب منکر بلکہ اس سے خائف رہے اور اس کا مدعی ایک ایسا انسان ہے جو قیامت کے دن ہر ظلم و زیادتی کا بانی اور سرچشمہ سمجھا جائے گا - (اس کے متعلق اور حدیثیں ضمیمہ میں پڑھیے) صفحہ نمبر ۵۱۱ کے حواشی یہاں ختم ہوئے +

(حواشی صفحہ ۵۱۲ گذشتہ)

سلہ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ ثواب الاعمال میں جناب امام جعفر صادق ؑ سے منقول ہے کہ سورۂ احزاب سورۂ بقرہ سے بھی زیادہ طویل تھی مگر چونکہ اس میں عرب کے مردوں اور عورتوں کی عموماً اور قریش کی خصوصاً برائیاں ظاہر کی گئی تھیں - اس لئے اسے کم کر دیا گیا اور اس میں تحریف کر دی گئی ہے ۱۲ سلہ۲ لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ ..... تا ..... فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ - تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق ؑ سے منقول ہے کہ سب سے پہلے خدائے تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اور اسے حکم دیا کہ لکھ - پس جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا اُس نے سب کچھ لکھ ڈالا ۱۲

سلہ هُوَ الْحَقَّ - تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہیں ۱۲

کسی کی ماں نظروں سے غائب ہوگی تو کسی کا دوست اُس کے پاس نہ ہوگا! جو شخص کسی عزیز کو جنّت میں نہ پائیگا تو بلاشک یہی سمجھیگا کہ وہ دوزخ میں ہے (اب آپ ہی بتائیے) جسے یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ اُس کے دوست پر جہنم میں عذاب ہو رہا ہے تو اسے جنّت میں خاک مزہ اور چین آئیگا؟ فرمایا بعض تو (ایسے لوگوں کو جو عذاب کے مستحق ہیں) بھول جائیں گے اور بعض لوگ منتظر رہیں گے کہ وہ لوگ اعراف میں ہوں گے آ جائیں گے۔

حضرت ابوذرِ غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر حورانِ جنت میں سے کوئی حور آسمانِ دنیا پر اندھیری رات میں ظاہر ہو تو چودھویں رات کے چاند سے زیادہ روشنی پھیل جائے اور تمام اہل دنیا کو اُسکی خوشبو معلوم ہو جائے گر اہلِ جنّت کے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا آج دنیا میں پھیلا دیا جائے تو جو شخص اُسکی طرف دیکھے اُس کی ایسی حالت ہو جائے گویا اُس پر بجلی گری اور دیکھنے والوں کی نظریں اُس کا تحمل نہ کر سکیں۔

جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ قسم خدا کی جس نے محمد پر قرآن مجید نازل فرمایا ہے اہلِ جنّت کا حسن و جمال ہمیشہ بڑھتا ہی رہے گا جس طرح دنیا میں بڑھاپا بڑھتا جاتا ہے اور اُس کے ساتھ ہیئت بگڑتی جاتی ہے۔

جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ جب روز قیامت ہوگا تو جنّت کے پردوں میں سے ایک پردہ اٹھایا جائے گا اور اُسکی خوشبو [illegible] کی راہ سے محسوس ہوگی۔ مگر ایک گروہ کو یہ خوشبو نہ آئے گی۔ راوی نے عرض کی (یا ابن رسول اللہ) وہ کون سا گروہ ہے؟ فرمایا جس کو ماں باپ نے عاق کر دیا ہو۔

جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (ایہا الناس) والدین کی نافرمانی سے بچو کیونکہ جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی مسافت سے محسوس ہوگی مگر والدین کا عاق کردہ اور قطع رحم کرنے والا اور بوڑھا زناکار اور وہ شخص جو ازروئے تکبر اپنے کپڑوں کو زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہو اسکی خوشبو نہ سونگھیں گے تکبر تو تمام عالموں کے پروردگار خدا ہی کے لیے زیبا ہے۔

جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کہتا ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ تو اس کے جواب میں خداوند عالم فرماتا ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ پس تم لوگوں کو چاہیے کہ بکثرت درود بھیجا کرو۔ اور جو شخص صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ کہے اور میری آل پر درود نہ بھیجے تو وہ ہرگز جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا جو پانسو برس کی راہ سے محسوس ہوتی ہوگی۔

قولِ صاحبِ تفسیر برہان:۔ اس مضمون کی روایتیں بکثرت ہیں مگر ہم نے بخوفِ طوالت ترک کر دی ہیں۔

صفحہ ۶۴۰ نوٹ ۷ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝: تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ حزقیلؑ مومن آلِ فرعون ہیں۔ اور ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝ جناب علی مرتضیٰ ہیں۔ خصال میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ اہلِ جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اَسّی صرف اِس اُمت کی ہوں گی۔ (اور چالیس اور اُمتوں کی)۔ ۱۲

اُمت [illegible] تحریف [illegible] کا [illegible]

صفحہ ۶۴۰ نوٹ ۸ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ: قمی میں ہے کہ الشِّمَال سے مراد ہیں دشمنانِ آلِ محمدؐ اور اَصْحٰبُ الشِّمَالِ سے مراد ہیں سب ان کی پیروی کا دم بھرنے والے۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۲ نوٹ ۵ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝: تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ ستاروں کا گرنا شیاطین کے لیے مار ہے اور مجرم (اپنی بریّت کیلئے) اس کی قسم کھایا کرتے تھے پس خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ جس قسم کو تم عظیم الشان سمجھتے ہو میں بھی وہی قسم کھاتا ہوں نیز ایک روایت میں عبداللہ ابن عباس سے یہ بھی وارد ہوا ہے کہ ایک معنی اس کے یہ ہیں کہ میں نزولِ قرآن مجید کی قسم کھاتا ہوں کیونکہ قرآن مجید متفرق طور پر قطعًا قطعًا اور نجمًا نجمًا نازل ہوا ہے۔ کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ جاہلیت کے زمانہ والے ستاروں کے ٹوٹنے کی قسم کھایا کرتے تھے اور جو ان کی قسم کھاتا تھا اسکا معاملہ عظیم الشان سمجھا جاتا تھا پس خدا تعالےٰ نے کہا کہ میں بھی اس کی قسم کھاتا ہوں۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۲ نوٹ ۶ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۝ من لا یحضرہ الفقیہ میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ قسم ہے جو کوئی شخص گناہ سے اپنی بریّت کیلئے کھائے۔ بے شک وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۲ نوٹ ۷ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ کَرِیْمٌ کے لفظی معنی ہیں بہت نفع پہنچانے والا۔ اور معاد و معاش کی اصلاح کے لیے جن جن علوم کی ضرورت ان سب کے اصول پر حاوی ہونے والا۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۲ نوٹ ۸ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ تہذیب الاحکام میں جناب امام موسیٰ کاظم سے منقول ہے کہ مصحف کو ناپاک ہونے کی حالت میں نہ چھوا جائے اور جنب ہونے کی حالت میں نہ چھوا جائے اور نہ لٹکایا جائے۔ نہ اس کی ڈوری چھوئی جائے اور نہ اُس کے اندر متعلقات اسلیے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ احتجاج طبرسی میں ہے کہ جب عمرؓ (ابوبکر کی طرف سے) خلیفہ بنا یا تو اس نے جناب امیر المومنینؑ سے درخواست کی کہ وہ حضرتؑ اپنا قرآن مجید عوام الناس کو دیدیں تاکہ ان لوگوں میں جو قرآن رائج تھا اُس سے ملا کر دیکھ لیں۔ اُن حضرتؑ سے گفتگو ان لفظوں میں کی ۔ اے ابوالحسنؑ اگر آپ مناسب جانیں تو وہ قرآن لے آئیں جو ابوبکر کے سامنے لائے تھے تاکہ ہم سب اُس پر اجتماع ہو جائے ۔ حضرت نے فرمایا افسوس! اب اس کے ملنے کا تمہارے لیے کوئی موقع نہیں۔ میں ابوبکر کے پاس اُس کو اس لیے لایا تھا کہ تم پر حجت ہو جائے اور تم قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکو کہ ہم اس سے بے خبر تھے۔ نہ یہ کہہ سکو کہ آپ اُسے ہمارے پاس لائے نہ تھے۔ ورنہ جو قرآن مجید میرے پاس ہے اسے تو سوائے مطہّرون کے یعنی ان اوصیاؑ کے جو میری اولاد سے ہوں گے اور کوئی چھو بھی نہیں سکتا۔ عمر نے کہا آیا اُس کے اظہار کا کوئی وقت بھی معیّن ہے۔ حضرت نے فرمایا ہاں. معلوم ہے۔ جب میری اولاد میں سے قائمِ آلِ محمدؐ ہوں گے وہ اس کو ظاہر بھی کریں گے اور سب لوگوں کو اُسی پر چلائیں گے اور تمام قواعد و قوانین کے مطابق جاری ہوں گے۔ ۱۲

تحریف قرآن

قولِ مترجم۔ تمسّ کے دو معنی ہیں ایک تو ہاتھ سے چھونا جیسا کہ مندرجہ نوٹ التہذیب والی حدیث میں وارد ہوا ہے جس کی جُنُب کے لیے ممانعت کی گئی ہے۔ اور دوسرے معنی ہیں عقل و علم سے سمجھنا جیسا کہ محاورہ میں کہتے ہیں کہ فلاں شخص کو عقل و علم سے مس بھی نہیں۔ یہ معنی جنابِ امیر علیہ السّلام نے احتجاج والی حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں

تحریف قرآن

لہٰذا دونوں حدیثوں میں فی الحقیقت کوئی اختلاف نہیں۔

صفحہ ۶۴۲ نوٹ ۹ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ٥ ؛ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امیرالمومنینؑ نے سورہ واقعہ تلاوت فرمائی تو اس آیت کو یوں تلاوت فرمایا۔ وَتَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ٥ جب ختم فرما چکے تو ارشاد فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ کوئی کہنے والا ضرور کہے گا کہ یہ آیت یوں کیوں پڑھی۔ میں نے اس کو اسطرح اس لیے پڑھا کہ جناب رسولِ خدا کو اسی طرح تلاوت فرماتے سُنا تھا۔ اور لوگوں کی یہ حالت تھی کہ جب بارش ہوتی تو وہ یہ کہتے کہ فلاں اور فلاں ستارے کے سبب ہم پر بارش ہوئی اس پر خدا تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَتَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ٥ نیز جناب امام جعفرؑ صادق سے بھی منقول ہے کہ ان حضرتؑ کے سامنے وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ پڑھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اصل تو وَتَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۲ نوٹ ۱۰ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ٥ ؛ کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب جان حلقوم تک آجائے گی تو جنّت میں جو اس کا مقام ہے اُسے دکھلا دیا جائے گا۔ اُسوقت وہ کہے گا کہ مجھے دنیا کی طرف پھر لوٹا دو کہ میں جو کچھ دیکھ چکا ہوں اس کی اپنے بال بچوں کو خبر کر دوں۔ اس وقت اُسے جواب دیا جائے گا کہ اب لوٹنے کی کوئی صورت نہیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۳ نوٹ ۵ سَبَّحَ لِلّٰهِ ؛ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سورے کے شروع میں اور سورۃ الحشر اور سورۃ الصف کے شروع میں سَبَّحَ بصیغۂ ماضی آیا ہے اور سورۃ الجمعۃ اور سورۃ التغابن کے شروع میں یُسَبِّحُ بصیغۂ مضارع۔ ان میں اس بات کا اشارہ ہے کہ ان افعال کے فاعل اپنے تمام اوقات میں خدا تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ عادت جبلّی ہے جو حالات کے بدلنے سے بدل نہیں جاتی اور سورۂ بنی اسرائیل کے شروع میں لفظِ سُبْحَانَ مصدر مطلق آیا ہے، وہ بلاغت میں زیادہ ہے اسلیے کہ اسکے مطلق ہونے سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ استحقاق ہر چیز کے متعلق اور ہر حال میں پایا جاتا ہے کہ اُسکی پاکی بیان کی جائے۔ اور باوجود اس بات کے کہ یہ فعل بذات خود متعدّی تھا پھر اسکو متعدی در متعدی بنانے کے لیے لام بھی لایا گیا ہے یہ اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ اس فعل کا وقوع محض خدا کے واسطے ہوتا ہے اور خلوص کے ساتھ پاکی بیان کرنے والے کا مقصود اسی کی ذات ہوتی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۳ نوٹ ۶ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ؛ تفسیر برہان میں بحوالۂ کافی منقول ہے کہ ابن ابی یعفور نے جناب امام جعفرؑ صادق سے خدا تعالےٰ کے اس قول کا مطلب دریافت کیا اور یہ عرض کی کہ اول کو تو ہم پہچان گئے۔ رہا آخر اس کی تفسیر ہمارے لیے بیان فرما دیجیے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ سوائے خدائے تعالےٰ کے ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے جو ہلاک و متغیّر نہ ہو جائے۔ یا اُس میں تغیّر و زوال راہ نہ پائے یا وہ ایک رنگ سے دوسرے رنگ کی طرف اور ایک صورت سے دوسری صورت کی طرف اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف اور زیادتی سے کمی کی طرف اور کمی سے زیادتی کیطرف منتقل نہ ہو جائے بے شک پروردگار عالم ایک ہی حالت پر رہا ہے اور ایک ہی حالت پر رہے گا۔ وہ اس معنی میں اوّل ہے کہ ہر چیز کے آغاز سے اول ہے اور اس معنی میں آخر ہے کہ ایک ہی حالت پر رہا اور اُس کی صفتیں اور نام وغیرہ کبھی نہ بدلیں گے جیسے انسان کی حالتیں اور نام وغیرہ بدل جاتے ہیں کہ کبھی وہ مٹی ہوتا ہے اور کبھی خون و گوشت ہوتا ہے اور کبھی گلی سڑی ہڈی۔ اور جیسے کھجور کا پھل کہ کبھی وہ بلح کہلاتا ہے اور کبھی بُسرا اور کبھی رطب اور کبھی تمر کہ اس کے نام بھی بدلتے جاتے ہیں اور اس کی حالتیں بھی بدلتی جاتی ہیں۔ یہ حالتیں خدائے عزّوجل کی نہیں ہیں۔ کافی میں جناب امیرالمومنین کا ایک خطبہ منقول ہے اس میں یہ فقرے بھی ہیں کہ خدا تعالےٰ ایسا اوّل ہے کہ اس کی اولیت کی کوئی انتہا نہیں۔ اور ایسا آخر ہے کہ اس کی آخریت کی بھی کوئی حدّ و غایت نہیں۔ اور فرمایا کہ باطن سے یہ مراد ہے کہ خفیہ سے خفیہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔ اور ظاہر کے یہ معنی ہیں کہ اس کی مخلوق میں اس کی تدبیر کی علامتیں اتنی ہیں کہ ان کی ذریعہ سے عقلاء کی عقلیں اس کے وجود کو ظاہر بہ ظاہر دیکھتی ہیں۔ ۱۲

جناب امام رضا علیہ السّلام نے اسمائے باریتعالیٰ کی توضیح و تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ کا نام ظاہر اس لیے نہیں ہے کہ وہ اشیا کی پشت پر سوار ہے یا بیٹھا ہوا ہے بلکہ اسے ظاہر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ تمام چیزوں پر غالب ہے اور اس کی قدرت سب کو گھیرے ہوئے ہے اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص مثلاً کہے ظَهَرْتُ عَلٰى اَعْدَائِيْ وَاَظْهَرَنِيَ اللّٰهُ عَلٰى خَصْمِيْ (میں اپنے دشمن پر غالب آگیا۔ خدا نے مجھکو میرے دشمن پر غالب کر دیا) تو غرض اُس کی اس قول سے اظہار کامیابی اور غلبہ ہوتی ہے۔ اسی طرح خدائے تعالےٰ بھی تمام چیزوں پر غالب ہے۔ دوسری وجہ اس کے ظاہر ہونے کی یہ ہے کہ جو شخص خدا کی مخالفت کا قصد کرے تو وہ اس کیلئے ظاہر ہے یعنی خدا تعالیٰ پر کوئی بات پوشیدہ نہیں اور خدائے تعالیٰ ہر شے کی جسے وہ دیکھتا ہے تدبیر کرنے والا ہے پس خدا سے زیادہ اور کون ظاہر اور واضح ہو گا۔ کیونکہ جدھر تم توجہ کرو خدا کی صنعت تمہارے پیش نظر ہے بلکہ خود تمہاری ذات میں خدا کی قدرت کے اتنے آثار موجود ہیں کہ اس کو ظاہر سمجھنے کے لیے وہی کافی ہیں۔ اور ہم میں ظاہر اُسے کہتے ہیں جس کی ذات نمایاں ہو اور جس کی حقیقت معلوم ہو۔ تو یہ لفظ خدا پر بھی صادق آیا اور مخلوق پر بھی مگر معنی بدل گئے۔ اب رہا اَلْبَاطِنُ تو وہ اس معنی میں نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں میں پوشیدہ اور سمایا ہوا۔ بلکہ وجہ یہ ہے کہ وہ تمام چیزوں کے بھید سے واقف اور ان کا محافظ و مدبّر ہے اور یہ لفظ الباطن مشتق ہے اِبْطَنْتُهٗ سے یعنی میں اس کی خبر رکھتا ہوں۔ یا میں اس کے بھید سے واقف ہوں۔ (پس باطن کے معنی ہوئے واقفِ اسرار) اور مخلوقات میں سے باطن وہ کہا جائے گا جو کسی چیز میں غائب اور پوشیدہ ہو جائے۔ پس لفظ باطن خدا پر بھی صادق آیا اور مخلوق پر بھی مگر معنی جُدا جُدا ہیں۔

جابرؓ ابن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ مجھے عمارؓ یاسر مدینہ کے ایک کوچہ میں ملے میں نے اُن سے جناب رسولِ خدا کا حال دریافت کیا۔ عمارؓ یاسر نے جواب دیا کہ وہ حضرتؐ بجمع اصحاب کے ہمراہ مسجد میں رونق افروز ہیں اور یہ بھی بیان کیا کہ جب آنحضرتؐ نماز صبح ادا کر چکے اور آفتاب نکل آیا۔ تو علی بن ابیطالب علیہ السّلام آگے بڑھے۔ ان کو دیکھکر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ کھڑے ہو گئے اور دونوں آنکھوں پر بوسہ دے کے اپنے پہلو میں اتنا قریب بٹھا لیا کہ دونوں کے زانو سے زانو مِل گئے۔ پھر فرمایا اے علیؑ! اٹھو اور آفتاب کو جواب دو کہ وہ تم سے کچھ کہہ رہا ہے۔ یہ سُن کر اہل مسجد کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ کیا آفتاب ہمارے برخلاف کوئی بات کہتا ہے؟ اور بعض منافق کہنے لگے یہ تو ہمیشہ اسی فکر میں رہتے ہیں کہ اپنے ابن عم کا مرتبہ بڑھائیں اور ان کا نام روشن کریں بعد بجا آوریِ ارشادِ جناب رسولِ خدا جناب علیؑ ابن ابیطالب علیہ السّلام مسجد کے صحن میں آئے اور آفتاب سے خطاب فرمایا کَیْفَ اَصْبَحْتَ یَا خَلْقَ اللّٰهِ ؟ اے مخلوقِ خدا!

الْعُيُوْنِ ۝ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْه

دیتے ہیں۔ تاکہ یہ اُن کے پھلوں میں سے بھی کھائیں وہ اپنے ہاتھوں کی محنت سے

يَشْكُرُوْنَ ۝ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا

شکر نہ ادا کریں گے۔ منزہ ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے جوڑے پیدا کیے

الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاٰيَةٌ لَّ

زمین سے اگتی ہے اور ان (منکرین) کی ذات کے (بھی) اور ان چیزوں کے (بھی) جن کو یہ نہیں جانتے

نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝ وَالشَّم

جس میں سے ہم دن کو نکال لاتے ہیں پھر یہ یکایک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔ اور سورج (بھ

لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْم

مقررہ مقام کی طرف چلا جاتا ہے۔ یہ ایک بڑے زبردست صاحب علم کا مقرر کر دینا ہے۔ ا

قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝

جس کی ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ وہ پلٹ کر پرانی شاخ کی (طرح پتلی) صورت اختیا

يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النّ

یہ مجال ہے کہ چاند کو پکڑ پائے اور نہ رات ہی کی یہ قدرت ہے کہ دن سے

فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيّ

کسی (نہ کسی) آسمان میں پھرتے رہتے ہیں۔ اور ایک نشانی ان کے لئے یہ بھی ہے کہ ہم

الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَ

بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا تھا۔ اور ان کے لئے بھی ایسی ہی چیزیں پیدا کر دی ہیں جن

وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُن

اور اگر ہم چاہتے تو ان کو ڈبو دیتے پس نہ ان کا کوئی فریاد رس ہوتا اور نہ

اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝ وَاِذَا قِيْلَ

سوائے اس کے کہ ہماری رحمت ہو اور ایک عرصہ کے لئے نفع پہنچانا (مدنظر ہو) اور جب وقت ان سے

مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْح

اپنے گزشتہ (گناہوں) سے ڈرو اور آئندہ (کے عذاب) سے خوف کرو تاکہ تم پر رحم کی

تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْه

اُن کے پاس اُن کے پروردگار کی نشانیوں میں سے ایک بھی ایسی نہیں آتی جس سے

۵۱ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ ۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ نطفہ آسمان سے زمین پر نازل ہوتا ہے اور نباتات پر یعنی پھلوں اور درختوں پر قرار لیتا ہے پس آدمی بھی اس نباتات میں سے کھاتے ہیں اور جانور بھی۔ لہٰذا ان سب کے صلب میں وہ پہنچ جاتا ہے ۱۲

۵۲ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۔ کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے۔ کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جناب رسولِ خدا کا انتقال ہوتے ہی ایسا اندھیرا چھا گیا کہ لوگوں کو ان کے اہلِ بیتؑ کی فضیلت ہی نظر نہ آئی ۱۲

۵۳ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقرؑ اور جناب امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ وہ دونوں بزرگوار اس کو یوں تلاوت فرماتے تھے لَا مُسْتَقَرَّ لَهَا جس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو سکون و قرار نہیں ہے بلکہ برابر حرکت میں ہے۔ (قول مترجم) زمانہ حال کے ہیئت دان زمین کی ایک تیسری حرکت بھی ثابت کرتے ہیں یعنی اس فضائے وسیع میں آفتاب مع اپنے تمام نظام کے کسی طرف چلا جا رہا ہے۔ اس خیال کی تائید لَا مُسْتَقَرَّ لَهَا سے ہوتی ہے جس کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ اس کے لئے کوئی مقرر جگہ نہیں ہے ۱۲

۵۴ مَنَازِلَ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سے مراد وہ اٹھائیس منزلیں ہیں جن میں سے ایک ایک میں چاند ہر رات کو پہنچتا رہتا ہے نہ کسی سے پیچھے رہ جاتا ہے اور نہ کسی سے آگے بڑھ جاتا ہے ۱۲

اس صفحے کے باقی حواشی ضمیمہ میں دیکھئے

ہیں بھی ان میں سے ایک ہو گیا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا جیسے بچھڑا پوجنے والوں نے بچھڑے پر اجتماع کر لیا تھا۔ تم لوگوں کی بھی یہاں آزمائش ہوئی اور تمہاری مثل وہی ہے۔ کَمَثَلِ الَّذِیْ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَ تَرَكَهُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ ۝ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ۝ ۱۲

صفحہ ۶۰۶ نوٹ ۴ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ: تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ اصل تنزیل یوں ہوئی تھی اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ فِیْ عَلِیٍّ (یعنی اور جو کچھ محمد مصطفےٰؐ پر حضرت علیؑ کے بارے میں نازل کیا گیا اس پر ایمان لائے۔)

صفحہ ۶۰۷ نوٹ ۵ وَلٰكِنْ لِّیَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۝: تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ تم کو لڑائی کا حکم دیا تاکہ مومنین کی آزمائش تو کفار کے ذریعہ سے یوں کرے کہ وہ ان سے جہاد کریں اور ثواب عظیم کے مستحق ہو جائیں اور کفار کی آزمائش یوں کرے کہ مومنوں کے ہاتھوں سے جلد ان کو کچھ عذاب پہونچائے تاکہ ان میں سے بعض کفر سے باز آجائیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۰۷ نوٹ ۶ عَرَّفَهَا لَهُمْ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے یہ مطلب ہے کہ جنت کا ان سے وعدہ کیا ہے اور وہ ان کے لئے ذخیرہ فرمائی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۰۷ نوٹ ۷ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ: یعنی اگر تم اللہ کی نصرت کرو گے۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم اللہ کی اور اللہ کے دین کی اور اللہ کے رسول کی اور رسول اللہ کے وصی کی نصرت کرو گے: ۱۲

صفحہ ۶۰۷ نوٹ ۸ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ الخ: تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبرئیل امین نے جناب رسول خدا کو یہ آیت یوں پہونچائی تھی ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْ عَلِیٍّ مگر مرتدین نے نام اڑا دیا۔ پس اس کا نتیجہ بھگتیں گے جو آگے بیان فرمایا ہے فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ ۱۲

تحریف

صفحہ ۶۰۷ نوٹ ۹ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۝: تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ آیا انھوں نے گزشتہ حالات پر غور نہیں کیا جن کو خدا تعالیٰ نے ہلاک کیا اور عذاب دیا۔ ۱۲

صفحہ ۶۰۸ نوٹ ۷ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِی النَّارِ: تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اس جنت میں ہیں جس کا بیان ہو چکا ہے وہ اس شخص کے مانند نہیں ہو سکتے جو جہنم میں ہو جیسے کہ دشمن خدا ولی خدا کے مانند نہیں ہو سکتا اور نیز جناب امام محمد باقرؑ سے بروایت اپنے والد ماجد کے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے یہ فرمایا کہ جب میں جنت میں پہونچا تو میں نے وہاں درخت طوبیٰ دیکھا جس کی جڑ سے یہ چاروں نہریں جاری ہوتی ہیں جن کا ذکر اوپر کی آیت میں ہے کافی میں جناب امام محمد باقرؑ سے جناب رسول خدا کی ایک حدیث میں منقول ہے جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ کوئی مومن بھی جنت میں ایسا نہ ہوگا کہ جس کے بہت سے باغات نہ ہوں کہ ان میں سے بعض میں ٹٹیاں ہوں اور بعض میں نہ ہوں گی اور شراب پانی کی اور دودھ کی نہریں بھی جاری ہوں گی۔ ۱۲

صفحہ ۶۰۸ نوٹ ۸ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْكَ ..... تا ..... مَاذَا قَالَ اٰنِفًا: تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اصحاب رسول میں سے جو منافق تھے ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان کی حالت یہ تھی کہ جب کوئی بات سنتے تھے اس پر ایمان نہ لاتے اور نہ اسے یاد رکھتے۔ اور جب آنحضرتؐ کے پاس سے نکل کر باہر جاتے تو مومنین سے دریافت کرتے کہ محمدؐ (محمد مصطفےٰ) نے ابھی ابھی کیا فرمایا تھا؟ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ ہم جناب رسول خدا کے پاس ہوتے اور حضرتؐ ہم کو وحی کی باتیں سناتے تو میں ان کو یاد رکھتا اور واللہ اوروں کو کچھ بھی یاد نہ رہتا اور جب آنحضرتؐ کی خدمت سے اٹھ کر باہر آتے تو مجھ سے دریافت کرتے کہ آنحضرتؐ نے ابھی ابھی کیا فرمایا تھا۔ ۱۲

اصحاب
کو منافق

صفحہ ۶۰۹ نوٹ ۲ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حجۃ الوداع میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ کے ہمراہ تھے۔ آنحضرتؐ کعبۃ اللہ میں تشریف لائے اور خانۂ کعبہ کا دروازہ حلقہ پکڑ کے ہماری طرف مخاطب ہو کے فرمانے لگے آیا میں تم کو علامات قیامت سے آگاہ نہ کروں؟ اس دن سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بہ نسبت اور لوگوں کے آنحضرتؐ سے زیادہ قریب تھے۔ سب لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ضرور بیان کیجئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ علامت قیامت میں سے ہے نماز کا ضائع کرنا۔ خواہش نفسانی کی پیروی کرنا۔ ہوا و ہوس کی طرف مائل ہونا۔ مالداروں کی تعظیم کرنا۔ دین کو دنیا کے عوض فروخت کرنا۔ اور مومن جب یہ افعال قبیحہ ہوتے دیکھے گا تو اس کا دل اس طرح پگھلے گا جیسے کہ پانی میں نمک (پگھلتا ہے) کیونکہ اس کو ان برائیوں کے دور کرنے کی قدرت نہ ہوگی۔ سلمانؓ فارسی نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ باتیں ضرور ہوں گی؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اے سلمانؓ! ہاں اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ قیامت کے قریب حکام ظالم اور وزراء بدکردار اور امراء ستمگار اور امانت دار خائن ہو جائیں گے۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ باتیں بھی سب ہونگی؟ آنحضرتؐ نے فرمایا اے سلمانؓ! ہاں۔ خدا کی قسم جس کی قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس وقت نیک کام برے سمجھے جائیں گے۔ برائیاں اچھی معلوم ہونگی۔ خیانت کرنے والا امین متصور ہوگا اور امانت دار خائن (سمجھے جائیں گے) جھوٹے کو سچا جانیں گے اور سچے کو جھوٹا۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ امور بھی ضرور ہوں گے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں ضرور ہوں گے۔ اے سلمانؓ خدا کی قسم جس کے اختیار میں میری جان ہے اس وقت عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ تجارتیں کیا کریں گی بارش کے موسم میں دھوپ پڑے گی بزرگ مرتبہ اشخاص غصہ ور اور تنگ دست (خلائق کی نظروں میں) حقیر و ذلیل ہو جائیں گے۔ اور جس وقت دوکاندار یہ کہنے لگیں گے کہ ہم نے تو کچھ بیچا ہی نہیں۔ کوئی یہ کہے گا کہ ہمیں تو کچھ نفع ملا ہی نہیں تو تم بازاروں میں جانا چھوڑ دینا کیونکہ تم وہاں ہر شخص کو خدا کی مذمت کرتے ہوئے دیکھو گے۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ بھی ہوگا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں ضرور۔ اے سلمان! اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس زمانے میں ایک قوم ہوگی کہ اگر وہ بات کریں گے تو لوگ انھیں قتل کر دیں گے اور اگر وہ خاموش رہیں گے تو لوگ ان کا مال لوٹ لیں گے۔ اصل غرض ان کی یہ ہوگی کہ خوب لوٹیں اور لوگوں کی عزت و آبرو خاک میں ملائیں اور ان کے خون بہائیں تاکہ دلوں میں خوف اور دہشت بیٹھ جائے پس تم ہر شخص کو خائف و ترساں ہی دیکھو گے۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ حادثے بھی برپا ہوں گے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ اے سلمانؓ اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس زمانے کے لوگ ایک چیز مشرق سے اور ایک چیز مغرب سے لائیں گے اور میری امت انہی چیزوں کو اپنا ملجا و ماویٰ بنائیگی۔ اس وقت میری امت کے مفلس لوگوں کی حالت افسوسناک ہوگی۔ خدا ان کو (اوندھے منہ) ویل (دوزخ) میں ڈالے گا وہ لوگ چھوٹوں پر رحم نہ کریں گے اور بڑوں کی توقیر نہ کریں گے۔ اور مجرم کے قصور کو عفو نہ کریں گے۔ بدن تو ان کے آدمیوں کے سے اور دل ان کے شیطانوں کے سے ہوں گے۔ سلمانؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ باتیں بھی ہوں گی؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ضرور بالضرور ہوں گی۔ اے سلمان! اسی کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اس زمانے میں مرد مردوں کو اور عورتیں عورتوں کو (اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے) کافی سمجھیں گے اور لڑکوں

طلب مغفرت کر لی تو گناہ درج نہ ہوگا۔ اور اگر یہ سب وقت گزر گیا اور اس نے طلب مغفرت نہ کی تو ایک بدی اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی۔ اور مومن کو بیس برس کے بعد بھی اگر اپنا گناہ یاد آجائے اور وہ خدا سے طلب مغفرت کرے تو خدا تعالیٰ اسکو بخش دے گا۔ اور کافر وقت کے وقت بھول جائے گا۔ اور پھر اسے خیال بھی نہ آئیگا۔ اس حدیث کے اوّل حصّہ کا ذکر سن کر عباد بصری ان جناب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ جو بندہ بھی کوئی گناہ کرے تو خدا تعالےٰ نے اس کو سات گھنٹے کی مہلت دیتا ہے)

بکیر نے جناب امام جعفر صادق یا امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آدم علیہ السلام نے درگاہ خدا میں عرض کی خدایا تو نے شیطان کو مجھ پر (میری اولاد پر) مسلّط کیا یہاں تک کہ تو نے ہر رگ خون میں دوڑا دیا۔ تو تُو مجھے بھی کچھ قوت دے۔ ارشاد باری ہوا اے آدمؑ میں نے تمھارے لئے یہ قرار دیا ہے کہ تمھاری اولاد میں سے جو کوئی بدی کا ارادہ کرے گا تو اس کے ذمّہ کوئی گناہ نہ لکھا جائے گا۔ اور اگر وہ مرتکب ہو جائے گا تو صرف ایک گناہ لکھا جائے گا۔ اور جو شخص نیکی کا قصد کرے گا اور اسے بجا نہ لائے گا تو بھی ایک نیکی اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دی جائے گی۔ اور اگر وہ نیکی کرے گا تو (کم از کم) دس نیکیاں درج کی جائیں گی۔ حضرت آدمؑ نے عرض کی الٰہی! کچھ اور بڑھا دے۔ ارشاد ہوا کہ میں نے ان کے لئے توبہ بھی قرار دی۔ اور توبہ کو اتنی وسعت دی کہ اگر وہ لوگ اس وقت تک بھی توبہ کر لیں کہ ان کا دم ان کے گلے میں آگیا ہو تو بھی میں قبول کر لوں گا۔ حضرت آدمؑ نے عرض کی خداوندا! بس کافی ہے۔

اسحاق بن عمار کہتے ہیں کہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؑ نے مجھے ترش روئی سے ملاحظہ فرمایا۔ میں نے عرض کی اے مولا! کیا سبب ہے کہ حضور مجھ سے (اتنی جلد) متغیر ہو گئے۔ فرمایا وہی سبب ہوا جس نے تم کو برادرانِ ایمانی سے متغیر کر دیا۔ اے اسحاق! میں نے سنا ہے کہ تم نے اپنے دروازے پر دربان بٹھا دیا ہے جو فقرائے مومنین کو تمھارے پاس جانے سے باز رکھتا ہے۔ میں نے عرض کی اے مولا! میں آپ پر فدا ہو جاؤں مجھے شہرت کا خوف ہے (اس لئے میں نے یہ تدبیر کی ہے) حضرتؑ نے فرمایا اے اسحاق! تم شہرت سے تو ڈر گئے لیکن تم کو بلاؤں سے خوف نہیں ہوتا یا تم کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ جب دو مومن آپس میں ملاقات کرتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو خداوند عالم ان دونوں پر رحمت نازل فرماتا ہے اور جو شخص ان دونوں میں سے اپنے دوست سے زیادہ محبت کرتا ہے تو اس رحمتِ خدا کے ننانوے ۹۹ حصّے متعلق ہوتے ہیں۔ اور جب یہ دونوں ایک جگہ کھڑے ہوتے ہیں تو رحمت خدا میں شرابور ہو جاتے ہیں۔ اور جب وہ دونوں باتیں کرنے کے لئے بیٹھ گئے ہیں تو محافظ فرشتے ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ یہاں سے ہٹ جاؤ۔ شاید یہ دونوں کسی خفیہ معاملہ میں گفتگو کریں۔ پس ان دونوں پر ایک پردہ ڈال دیا جاتا ہے میں نے عرض کی خدا تو یہ فرماتا ہے مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ (اور حضور نے یہ فرمایا کہ فرشتے وہاں سے ہٹ جاتے ہیں۔) حضرتؑ نے جواب دیا کہ اے اسحاق! محافظ تو اس وقت نہیں سنتے لیکن پوشیدگیوں کو جاننے والا سنتا بھی ہے۔ اور دیکھتا بھی ہے۔

سدیر صیرفی کہتے ہیں کہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان جناب کے پاس ابو بصیر اور میسّرہ اور دیگر اصحاب بیٹھے ہوئے تھے۔ جب میں اپنی جگہ بیٹھ گیا تو حضرتؑ نے میری جانب متوجہ ہو کے فرمایا اے سدیر آگاہ ہو جا ہمارا دوست اٹھتے بیٹھتے۔ سوتے (جاگتے) جیتے مرتے خدا کی عبادت کیا کرتا ہے۔ میں نے عرض کی اے مولا! روحی لک الفدا! اٹھتے بیٹھتے اور جیتے (جاگتے) عبادت کا کرنا تو ہماری سمجھ میں آتا ہے مگر سوتے اور مرتے وہ اللہ کی عبادت کیسے کرتا ہے؟ حضرتؑ نے جواب دیا جب ہمارا دوست سو جاتا ہے پس جب وقتِ نماز داخل ہوتا ہے تو دو فرشتے اس پر مقرر ہیں زمین پر وہ پیدا ہوئے ہیں کبھی آسمان پر نہیں گئے نہ انھوں نے آسمانی فرشتوں کو دیکھا اس کے قریب نماز پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جاتا ہے ان کی ایک نماز ثواب میں آدمیوں کی ایک ہزار نمازیوں کی برابر ہوتی ہے۔ ہر عبادت کا ثواب اس مومن کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور جب ہمارا کوئی دوست مر جاتا ہے تو اس کے دونوں محافظ فرشتے آسمان پر چلے جاتے ہیں۔ اور عرض کرتے ہیں خدایا تجھے خوب معلوم ہے کہ تیرا فلاں بندہ مر گیا۔ اب تو ہم اجازت دے کہ ہم آسمان پر یا اطراف زمین پر تیری عبادت بجا لائیں۔ ارشاد باری ہوتا ہے کہ آسمان پر اور اطراف زمین پر میری عبادت کرنے والے بہت ہیں۔ مجھے تمھاری عبادت کی ضرورت نہیں۔ وہ ہمارا بندہ محتاج ہے ہمیں اس کی محبت ہے۔ یہ دونوں فرشتے عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ! تو کس لئے اس کو دوست رکھتا ہے؟ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن سے ہمارے رسولؐ محمدؐ نے اور ان کے وصی نے اور ان دونوں کی ذرّیت نے اپنی ولایت کا عہد و پیمان لیا تھا (اس نے اسے پورا کر دیا) سو اب تم دونوں زمین پر ہمارے دوست کی قبر پر جاؤ اور اس کے لئے قیامت تک نمازیں پڑھتے رہو۔ جب تک میں اسے اٹھاؤں۔ پس وہ دونوں فرشتے اتر آتے ہیں اور اس کی قبر کے پاس اس وقت تک نمازیں پڑھتے رہیں گے جب تک خدا تعالےٰ اسے پھر اٹھائے اور ان دونوں کی نمازوں کا ثواب اس بندۂ مومن کے نامۂ اعمال میں لکھا جایا کرے گا۔ حالانکہ ان دونوں کی نماز کی ایک ایک رکعت ثواب میں آدمیوں کی ایک ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ سدیر کہتے ہیں یا ابن رسولؐ اللہ! میں آپ پر فدا ہو جاؤں تو اس صورت میں تو آپ حضرات کا دوست نیند اور موت کی حالت میں بہ نسبت جیتے جاگتے ہونے کے زیادہ عبادت کرنے والا ہوا! یہ سن کر حضرتؑ نے فرمایا اے سدیر! ہاء! ایسا نہیں ہے اس لئے کہ ہمارا دوست چونکہ خدا عزّ و جل پر ایمان رکھتا ہے اس لئے قیامت کے دن وہ خاص امانِ خدا میں ہوگا۔ (**قولِ مترجم**) مطلب اس کا یہ ہے ایمان کی منزلت جو جیتے جاگتے ہی میں حاصل ہو سکتی ہے فرشتوں کی عبادت سے کہیں بڑھی ہوئی ہے۔

تحریف

صفحہ ۶۲۱ نوٹ ۶	نَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ : تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ قرات شاذّہ یوں بھی آئی ہے جس کو ہمارے اصحاب نے آئمہ ہُدیٰ سے یوں روایت کیا ہے وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ : تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت نازل یوں ہوئی تھی۔ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ ۔۱۲
صفحہ ۶۲۱ نوٹ ۷	ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ : تفسیر صافی میں ہے کہ یہ خطاب انسان سے ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اسی سے تو بھاگتا اور کتراتا پھرا کرتا تھا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ حضرتِ اوّل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ قول مترجم:۔ ان دونوں روایتوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔ کیونکہ انسان کا لفظ حضرت اوّل کی انسانیت ظاہر کرنے کے لئے پہلے بھی آچکا ہے۔۱۲
صفحہ ۶۲۱ نوٹ ۸	سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ۝ : نہج البلاغہ میں ہے کہ سائق یعنی ہانکنے والا اس کو ہانک کر میدان جنگ میں لائے گا۔ اور شاہد یعنی گواہی دینے والا اپنے علم سے اس کی برخلاف گواہی دے گا۔۱۲
صفحہ ۶۲۱ نوٹ ۹	وَقَالَ قَرِيْنُهٗ : تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ شیطان ہے جو اس کے ساتھ ہی ساتھ بندھا ہوا ہوگا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد حضرت اوّل کے شیطان ہیں اور وہ جناب ثانی ہیں۔۱۲
صفحہ ۶۲۱ نوٹ ۱۰	اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ : تفسیر قمی میں ہے کہ یہ خطاب جناب رسولؐ خدا اور جناب علی مرتضیٰ سے ہے۔ اور جناب امام زین العابدین سے

کسی کی ماں نظروں سے غائب ہوگی تو کسی کا دوست اُس کے پاس نہ ہوگا! جو شخص کسی عزیز کو جنّت میں نہ پائیگا تو بلا شک یہی سمجھیگا کہ وہ دوزخ میں ہے (اب آپ ہی خیال کیجیے) جب یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ اُس کے دوست پر جہنم میں عذاب ہو رہا ہے تو اسے جنّت میں خاک مزہ اور چین آئیگا؟ فرمایا بعض تو (ایسے لوگوں کو جو عذاب کے مستحق ہیں) بھول جائیں گے اور بعض لوگ منتظر رہیں گے کہ وہ لوگ اعراف میں ہوں گے آ جائیں گے۔

حضرت ابوذرِ غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر حورانِ جنت میں سے کوئی حور آسمانِ دنیا پر اندھیری رات میں ظاہر ہو تو چودھویں رات کے چاند سے زیادہ روشنی پھیل جائے اور تمام اہل دنیا کو اُسکی خوشبو معلوم ہو جائے اگر اہل جنّت کے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا آج دنیا میں پھیلا دیا جائے تو جو شخص اُسکی طرف دیکھے اُس کی ایسی حالت ہو جائے گویا اُس پر بجلی گری اور دیکھنے والوں کی نظریں اُس کا تحمّل نہ کر سکیں۔

جنابِ رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ قسم خدا کی جس نے محمدؐ پر قرآنِ مجید نازل فرمایا ہے اہل جنّت کا حُسن و جمال ہمیشہ بڑھتا ہی رہے گا جس طرح دنیا میں بڑھاپا بڑھتا جاتا ہے اور اُس کے ساتھ ہیئت بگڑتی جاتی ہے۔

جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ جب روزِ قیامت ہوگا تو جنّت کے پردوں میں سے ایک پردہ اٹھایا جائے گا۔ اور اُسکی خوشبو ہر ذی روح کو پانسو برس کی راہ سے محسوس ہوگی۔ مگر ایک گروہ کو یہ خوشبو نہ آئے گی راوی نے عرض کی (یا ابن رسولؐ اللہ!) وہ کون سا گروہ ہے؟ فرمایا جس کو ماں باپ نے عاق کر دیا ہو۔

جنابِ امام محمدؐ باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا (ایّہا النّاس!) والدین کی نافرمانی سے بچو کہ جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی مسافت سے محسوس ہوگی مگر والدین کا عاق کردہ اور قطع رحم کرنے والا اور بوڑھا زناکار اور وہ شخص جو از روئے تکبّر اپنے کپڑوں کو زمین پر کھینچتا ہوا چلے اُسکی خوشبو نہ سونگھیں گے تکبّر تو تمام عالموں کے پروردگار خدا ہی کے لیے زیبا ہے۔

جنابِ رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کہتا ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ تو اس کے جواب میں خداوندِ عالم فرماتا ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ پس تم لوگوں کو چاہیے کہ بکثرت درود بھیجا کرو۔ اور جو شخص صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ کہے اور میری آل پر درود نہ بھیجے تو وہ ہرگز جنّت کی خوشبو نہ سونگھے گا حالانکہ وہ پانسو برس کی راہ سے محسوس ہوتی ہوگی۔

قولِ صاحبِ تفسیر برہان: اس مضمون کی روایتیں بکثرت ہیں مگر ہم نے بخوفِ طوالت ترک کر دی ہیں۔

صفحہ ۷۴۶ نوٹ ۷ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفرؑ صادق سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تھا۔ تو فرمایا کہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ حزقیل مومنِ آلِ فرعون ہیں۔ اور ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝ جنابِ علی مرتضیٰ ہیں الخصال میں جنابِ رسولِ خدا سے منقول ہے کہ اہلِ جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسّی صرف اِس اُمّت کی ہوں گی۔ (اور چالیسؓ اور اُمّتوں کی)۔ ۱۲

صفحہ ۷۴۶ نوٹ ۸ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۝ قمی میں ہے کہ الشِّمَالِ سے مراد ہیں دشمنانِ آلِ محمدؐ اور اَصْحٰبُ الشِّمَالِ سے مراد ہیں سب ان کی یاری کا دم بھرنے والے۔ ۱۲

صفحہ ۷۴۷ نوٹ ۵ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمدؐ باقر اور جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ ستاروں کا گرنا شیاطین کے لیے مار ہے اور مجرم (اپنی بریّت کیلئے) اس کی قسم کھایا کرتے تھے پس خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ جس قسم کو تم عظیم الشان سمجھتے ہو میں بھی وہی قسم کھاتا ہوں نیز ایک روایت میں عبداللہ ابن عباس سے یہ بھی وارد ہوا ہے کہ ایک معنی اس کے یہ ہیں کہ میں نزولِ قرآن مجید کی قسم کھاتا ہوں کیونکہ قرآن مجید متفرق طور پر قطعًا قطعًا اور نجمًا نجمًا نازل ہوا ہے۔ کافی میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ جاہلیت کے زمانہ والے ستاروں کے ٹوٹنے کی قسم کھایا کرتے تھے اور جو ان کی قسم کھاتا تھا اسکا معاملہ عظیم الشان سمجھا جاتا تھا پس خدا تعالےٰ نے کہا کہ میں بھی اس کی قسم کھاتا ہوں۔ ۱۲

صفحہ ۷۴۷ نوٹ ۶ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۝ من لا یحضرہ الفقیہ میں جناب امام جعفرؑ صادق سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ قسم ہے جو کوئی شخص گناہ سے اپنی بریّت کیلئے کھائے۔ بے شک وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۷۴۷ نوٹ ۷ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ تفسیر صافی میں ہے کہ کَرِیْمٌ کے لفظی معنی ہیں بہت نفع پہنچانے والا۔ اور معاد و معاش کی اصلاح کے لیے جن جن علوم کی ضرورت ان سب کے اصول پر حاوی ہونے والا۔ ۱۲

صفحہ ۷۴۷ نوٹ ۸ لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ تہذیب الاحکام میں جناب امام موسیٰ کاظم سے منقول ہے کہ مصحف کو ناپاک ہونے کی حالت میں نہ چھوا جائے اور جنب ہونے کی حالت میں نہ چھوا جائے اور نہ لٹکایا جائے۔ نہ اس کی ڈوری چھوئی جائے اور نہ اُس کے اور متعلّقات اسلیے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ احتجاج طبرسی میں ہے کہ جب عمرؔ (ابو بکر کی طرف سے) خلیفہ بنایا تو اس نے جناب امیر المومنینؑ سے درخواست کی کہ وہ حضرتؑ اپنا قرآن مجید عوام النّاس کو دیدیں تاکہ ان لوگوں میں جو قرآن رائج تھا اُس سے ملا کر دیکھ لیں۔ اُن حضرتؑ سے گفتگو ان لفظوں میں کی "اے ابوالحسنؑ اگر آپ مناسب جانیں تو وہ قرآن لے آئیں جو ابو بکر کے سامنے لائے تھے تاکہ ہم سب اُس پر اجتماع ہو جائے"؟ حضرت نے فرمایا افسوس! اب اس کے ملنے کا تمھارے لیے کوئی موقع نہیں۔ میں ابو بکر کے پاس اُس کو اس لیے لایا تھا کہ تم پر حجت ہو جائے اور تم قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکو کہ ہم اس سے بے خبر تھے۔ نہ یہ کہہ سکو کہ آپ اُسے ہمارے پاس لائے نہ تھے۔ ورنہ جو قرآن مجید میرے پاس ہے اسے تو سوائے مطہّرون کے یعنی ان اوصیاؑ کے جو میری اولاد سے ہوں گے اور کوئی چھو بھی نہیں سکتا۔ عمر نے کہا آیا اُس کے اظہار کا کوئی وقت بھی معیّن ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا ہاں۔ معلوم ہے۔ جب میری اولاد میں سے قائم آلِ محمدؐ ہوں گے وہ اس کو ظاہر بھی کریں گے اور سب لوگوں کو اُسی پر چلائیں گے اور تمام قواعد و قوانین کے مطابق جاری ہوں گے۔ ۱۲

قولِ مترجم۔ مَسّ کے دو معنی ہیں ایک تو ہاتھ سے چھونا جیسا کہ مندرجہ نوٹ التہذیب والی حدیث میں وارد ہوا ہے جس کی جُنُب کے لیے ممانعت کی گئی ہے۔ اور دوسرے معنی ہیں عقل و علم سے سمجھنا جیسا کہ محاورہ میں کہتے ہیں کہ فلاں شخص کو عقل و علم سے مس بھی نہیں۔ یہ معنی جناب امیر علیہ السّلام نے احتجاج والی حدیث میں ارشاد فرمائے ہیں

امت محمدیہ ~~تحریف~~ عدد کا تضاد

تحریف قرآن

لہٰذا دونوں حدیثوں میں فی الحقیقت کوئی اختلاف نہیں۔

تحریف قرآن

صفحہ ۶۴۲ نوٹ ۹ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ○ ؞ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امیر المومنینؑ نے سورۂ واقعہ تلاوت فرمائی تو اس آیت کو یوں تلاوت فرمایا۔ وَتَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ○ جب ختم فرما چکے تو ارشاد فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ کوئی کہنے والا ضرور کہے گا کہ یہ آیت یوں کیوں پڑھی۔ میں نے اس کو اسطرح اس لیے پڑھا کہ جناب رسولِ خدا کو اسی طرح تلاوت فرماتے سُنا تھا۔ اور لوگوں کی یہ حالت تھی کہ جب بارش ہوتی تو وہ یہ کہتے کہ فلاں اور فلاں ستارے کے سبب ہم پر بارش ہوئی اس پر خدا یتعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَتَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ○ نیز جناب امام جعفر صادقؑ سے بھی منقول ہے کہ ان حضرتؑ کے سامنے وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ پڑھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اصل تو وَتَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۲ نوٹ ۱۰ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ○ ؞ کافی میں جناب امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جب جان حلقوم تک آجائے گی تو جنّت میں جو اس کا مقام ہے اُسے دکھلا دیا جائے گا۔ اُسوقت وہ کہے گا کہ مجھے دنیا کی طرف پھر لوٹا دو کہ میں جو کچھ دیکھ چکا ہوں اس کی اپنے بال بچوں کو خبر کر دوں۔ اس وقت اُسے جواب دیا جائے گا کہ اب لوٹنے کی کوئی صورت نہیں۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۳ نوٹ ۵ سَبَّحَ لِلّٰهِ ؞ تفسیر صافی میں ہے کہ اس سورے کے شروع میں اور سورۃ الحشر اور سورۃ الصف کے شروع میں سَبَّحَ بصیغۂ ماضی آیا ہے اور سورۃ الجمعۃ اور سورۃ التغابن کے شروع میں یُسَبِّحُ بصیغۂ مضارع۔ ان میں اس بات کا اشارہ ہے کہ ان افعال کے فاعل اپنے تمام اوقات میں خدا یتعالیٰ کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ عادت جبلّی ہے جو حالات کے بدلنے سے بدل نہیں جاتی اور سورۂ بنی اسرائیل کے شروع میں لفظِ سُبْحٰنَ مصدر مطلق آیا ہے، وہ بلاغت میں زیادہ ہے اسلیے کہ اسکے مطلق ہونے سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ خدا یتعالیٰ کا یہ استحقاق ہر چیز کے متعلق اور ہر حال میں پایا جاتا ہے کہ اُسکی پاکی بیان کی جائے۔ اور باوجود اس بات کے کہ یہ فعل بذات خود متعدّی تھا پھر اسکو متعدی در متعدی بنانے کے لیے لام بھی لایا گیا ہے یہ اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ اس فعل کا وقوع محض خدا کے واسطے ہوتا ہے اور خلوص کے ساتھ پاکی بیان کرنے والے کا مقصود اسی کی ذات ہوتی ہے۔ ۱۲

صفحہ ۶۴۳ نوٹ ۶ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ؞ تفسیر برہان میں بحوالۂ کافی منقول ہے کہ ابن ابی یعفور نے جناب امام جعفر صادقؑ سے خدا یتعالےٰ کے اس قول کا مطلب دریافت کیا اور یہ عرض کی کہ اول کو تو ہم پہچان گئے۔ رہا آخر اس کی تفسیر ہمارے لیے بیان فرما دیجئے۔

حضرتؑ نے فرمایا کہ سوائے خدائے تعالےٰ کے ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے جو ہلاک و متغیّر نہ ہو جائے۔ یا اُس میں تغیّر و زوال راہ نہ پائے یا وہ ایک رنگ سے دوسرے رنگ کی طرف اور ایک صورت سے دوسری صورت کی طرف اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف اور زیادتی سے کمی کی طرف اور کمی سے زیادتی کیطرف منتقل نہ ہو جائے بے شک پروردگار عالم ایک ہی حالت پر رہا ہے اور ایک ہی حالت پر رہے گا۔ وہ اس معنی میں اوّل ہے کہ ہر چیز کے آغاز سے اول ہے اور اس معنی میں آخر ہے کہ ایک ہی حالت پر رہا اور اُس کی صفتیں اور نام وغیرہ کبھی نہ بدلیں گے جیسے انسان کی حالتیں اور نام وغیرہ بدل جاتے ہیں کہ کبھی وہ مٹی ہوتا ہے اور کبھی خون و گوشت ہوتا ہے اور کبھی گلی سڑی ہڈی۔ اور جیسے کھجور کا پھل کہ کبھی وہ بلح کہلاتا ہے اور کبھی بُسرا اور کبھی رطب اور کبھی تمر کہ اس کے نام بھی بدلتے جاتے ہیں اور اس کی حالتیں بھی بدلتی جاتی ہیں۔ یہ حالتیں خدائے عزّوجل کی نہیں ہیں۔ کافی میں جناب امیر المومنین کا ایک خطبہ منقول ہے اس میں یہ فقرے بھی ہیں کہ خدا یتعالےٰ ایسا اوّل ہے کہ اس کی اولیت کی کوئی انتہا نہیں۔ اور ایسا آخر ہے کہ اس کی آخریت کی بھی کوئی حدّ و غایت نہیں۔ اور فرمایا کہ باطن سے یہ مراد ہے کہ خفیہ سے خفیہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔ اور ظاہر کے یہ معنی ہیں کہ اس کی مخلوق میں اس کی تدبیر کی علامتیں اتنی ہیں کہ ان کی ذریعہ سے عقلاء کی عقلیں اس کے وجود کو ظاہر بہ ظاہر دیکھتی ہیں۔ ۱۲

جنابِ امام رضا علیہ السّلام نے اسمائے باریتعالیٰ کی توضیح و تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ خدائے یتعالیٰ کا نام ظاہر اس لیے نہیں ہے کہ وہ اشیاء کی پشت پر سوار ہے یا بیٹھا ہوا ہے۔ بلکہ اسے ظاہر اس لیے کہتے ہیں کہ وہ تمام چیزوں پر غالب ہے اور اس کی قدرت سب کو گھیرے ہوئے ہے اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص مثلاً کہے ظَهَرْتُ عَلٰى اَعْدَآئِيْ وَاَظْهَرَنِيَ اللّٰهُ عَلٰى خَصِيْمِيْ (میں اپنے دشمن پر غالب آگیا۔ خدا نے مجھکو میرے دشمن پر غالب کر دیا) تو غرض اُس کی اس قول سے اظہار کامیابی اور غلبہ ہوتی ہے۔ اسی طرح خدائے تعالےٰ بھی تمام چیزوں پر غالب ہے۔ دوسری وجہ اس کے ظاہر ہونے کی یہ ہے کہ جو شخص خدا کی مخالفت کا قصد کرے تو وہ اُس کیلئے ظاہر ہے یعنی خدا یتعالیٰ پر کوئی بات پوشیدہ نہیں اور خدائے تعالیٰ ہر شے کی جسے وہ دیکھتا ہے تدبیر کرنے والا ہے پس خدا سے زیادہ اور کون ظاہر اور واضح ہوگا۔ کیونکہ جدھر تم توجہ کرو خدا کی صنعت تمہارے پیش نظر ہے بلکہ خود تمہاری ذات میں خدا کی قدرت کے اتنے آثار موجود ہیں کہ اس کو ظاہر سمجھنے کے لیے وہی کافی ہیں۔ اور ہم میں ظاہر اُسے کہتے ہیں جس کی ذات نمایاں ہو اور جس کی حقیقت معلوم ہو۔ تو یہ لفظ خدا پر بھی صادق آیا اور مخلوق پر بھی مگر معنی بدل گئے۔ اب رہا اَلْبَاطِنُ تو وہ اس معنی میں نہیں ہے کہ خدا یتعالیٰ اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں میں پوشیدہ اور سمایا ہوا۔ بلکہ وجہ یہ ہے کہ وہ تمام چیزوں کے بھید سے واقف اور ان کا محافظ و مدبّر ہے اور یہ لفظ الباطن مشتق ہے اِبْطَنْتُهٗ سے یعنی میں اس کی خبر رکھتا ہوں۔ یا میں اس کے بھید سے واقف ہوں۔ (پس باطن کے معنی ہوئے واقفِ اسرار) اور مخلوقات میں سے باطن وہ کہا جائے گا جو کسی چیز میں غائب اور پوشیدہ ہو جائے۔ پس لفظ باطن خدا پر بھی صادق آیا اور مخلوق پر بھی مگر معنی جُدا جُدا ہیں۔

جابرؓ ابن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ مجھے عمارؓ یاسر مدینہ کے ایک کوچہ میں ملے میں نے اُن سے جنابِ رسولِ خدا کا حال دریافت کیا۔ عمارؓ یاسر نے جواب دیا کہ وہ حضرتؐ بمع اصحاب کے ہمراہ مسجد میں رونق افروز ہیں اور یہ بھی بیان کیا کہ جب آنحضرتؐ نمازِ صبح ادا کر چکے اور آفتاب نکل آیا۔ تو علی بن ابیطالب علیہ السّلام آگے بڑھے۔ ان کو دیکھکر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ کھڑے ہو گئے اور دونوں آنکھوں پر بوسہ دے کے اپنے پہلو میں اتنا قریب بٹھا لیا کہ دونوں کے زانو سے زانو مل گئے۔ پھر فرمایا اے علیؑ! اٹھو اور آفتاب کو جواب دو کہ وہ تم سے کچھ کہہ رہا ہے۔ یہ سُن کر اہل مسجد کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ کیا آفتاب ہمارے برخلاف کوئی بات کہتا ہے؟ اور بعض منافق کہنے لگے یہ تو ہمیشہ اسی فکر میں رہتے ہیں کہ اپنے ابنِ عم کا مرتبہ بڑھائیں اور ان کا نام روشن کریں پس بموجب ارشادِ جنابِ رسولِ خدا جنابِ علیؑ ابن ابیطالب علیہ السّلام مسجد کے صحن میں آئے اور آفتاب سے خطاب فرمایا کَیْفَ اَصْبَحْتَ یَا خَلْقَ اللّٰهِ ؟ اے مخلوقِ خدا!

اِنہی جناب سے منقول ہے کہ یہ آیت قرانی سے گنڈہ تعویز اور عمل کرنا جائز ہے اور جیسے قرآن سے شفا نہ ہو گی گویا ایسے خدا تعالیٰ ہی نے شفا نہ بخشی کیا قرآن مجید سے ے بھی کوئی تعویز یا دعا ہو سکتی ہے۔ کیا خدا تعالیٰ نہیں فرماتا وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

صفحہ ۳۴۷ نوٹ ۱۰ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبرئیلؑ امین نے جناب رسول خدا کو جو کچھ پہونچایا وہ یوں تھا۔ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ آلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ اِلَّا خَسَارًا ۝ (اور آل محمدؑ کا حق دبا لینے والے ظالموں کو قرآن مجید سے سوائے نقصان کے اور کچھ نہ ملے گا)۔ ۱۲۔

صفحہ ۳۴۸ نوٹ ۳ تو یہ دونوں باتیں جمع کیونکر ہو سکتی ہیں پس خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ (اور اگر زمین کے کل درخت قلمیں بن جائیں اور سمندر جس کے بعد سات سمندر اور ہیں روشنائی ے تو بھی کلمات خدا ختم نہ ہوں گے) مقصد خدا تعالیٰ کا یہ جتلانا ہے کہ خدا کا علم ان سب اندازوں سے بڑا ہے۔ اور تم کو جو کچھ دیا گیا ہے تمہارے نزدیک کثیر ہے۔ اور دیک قلیل تفسیر عیاشی میں میں جناب امام محمد باقرؑ سے خدا کے اس قول وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا کی تفسیر میں یوں منقول ہے کہ اس کی باطنی تفسیر یہ علم بہت ہی کم آدمیوں کو دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرتؑ نے بے غرض تفسیر یوں تلاوت فرمایا وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ ۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۸ نوٹ ۴ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ : الخرائج میں جناب امام جعفر صادقؑ کے معجزات میں درج ہے کہ ابن ابی العوجاء اور تین اور دہریئے جمع ہوئے کہ ان میں سے ہر ایک پاؤ پاؤ قرآن کا مقابلہ کرے۔ یہ معاہدہ مکہ میں ہوا۔ اور قرار داد یہ پائی کہ سال آئندہ اپنا اپنا بنا ہوا حصۂ قرآن پیش کریں۔ جب سال چاروں یار حسب قرار داد مقام ابراہیمؑ پر جمع ہوئے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ یارو! میں نے تو جب یہ آیہ دیکھا يٰاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ الْمَآءُ تو معاوضہ سے باز رہا دوسرے یار بولے کہ میں نے جب فَلَمَّا اسْتَيْئَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ۝ پر غور کیا میں بھی معاوضہ سے مایوس ہو گیا تیسرے یار کی ہنے کی نوبت ہی نہ پہونچی تھی اور چپکے چپکے یہ باتیں ہی ہو رہی تھیں کہ امام جعفر صادقؑ ان کے پاس سے گزرے اور ان کی طرف متوجہ ہو کر یہ پوری آیت اس طرح تلاوت وہ سب کے سب مبہوت ہو کر رہ گئے۔ ۱۲

صفحہ ۳۴۸ نوٹ ۵ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا : کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ جبرئیلؑ امین نے یہ آیت یوں پہونچائی تھی۔ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ بِوَلَايَةِ عَلِيٍّ اِلَّا كُفُوْرًا (پھر بھی بہت سے لوگ ولایت جناب امیر المومنینؑ کا انکار کئے بغیر نہ رہے۔) ۱۲

صفحہ ۳۴۹ نوٹ ۱

گفتگوئے عبداللہ بن ابی امیہ با جناب رسولؐ خدا۔

بن ابی امیہ ۔ اے محمدؐ! تم نے بہت بڑا دعویٰ کیا ہے اور بڑی ہولناک بات کہی ہے تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ تمام عالموں کے پروردگار کے رسولؐ تم ہو حالانکہ تم عالموں کے پروردگار اور تمام مخلوق کے خالق کو اس کی ضرورت کیا پڑی ہے کہ تم جیسا اس کا رسولؐ ہو۔ سبحان اللہ ہم ہی جیسا ایک آدمی جو ویسے ہی تو کھانے کھائے جیسے کہ ہم کھاتے (پیتے) ہیں اور اسی طرح چلے پھرے جیسے کہ ہم چلتے پھرتے ہیں۔ (اور پھر رسولؐ خدا بھی بن جائے) ذرا اسی پر نظر ڈالو کہ بادشاہِ روم و بادشاہِ فارس جب کسی کو اپنا ایلچی بنا کر بھیجتے ہیں تو ایسے ہی کو بناتے ہیں جو بڑا مالدار اور بڑا صاحب مقدر ہو جس کی محل سرائیں اور مکانات خیمے اور ڈیرے اور لونڈی اور غلام۔ نوکر وچاکر بہت کثرت سے ہوں اور وہ تو سارے عالموں کا پروردگار۔ ان سب سے کہیں زیادہ بلند مرتبہ ہے کہ یہ سب بڑے بڑے بادشاہ اس کے بندے ہیں۔ (وہ رسولؐ بنا کر بھیجے تو تم ایسے مفلس کو۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم اور نبی ہو) اگر تم نبی ہوتے تو تمہاری اردلی میں کوئی فرشتہ ہوتا جو تمہاری تصدیق کرتا پھرتا اور ہم بھی اس کو دیکھتے بلکہ اللہ کو اگر منظور ہوتا کہ ہمارے پاس کسی نبی کو بھیجے تو وہ کسی فرشتہ ہی کو کیوں نہ بھیج دیتا۔ ہمارے پاس ہمارے ہی جیسے آدمی کو بھیجنا بے معنی سی بات ہے۔ اے محمدؐ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہو نہ ہو تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ باقی تم نبی (وبی) کچھ نہیں ہو۔

رسول خدا اچھا اب کہہ چکے یا کچھ اور بھی کہنا ہے؟

بن ابی امیہ جی ہاں ابھی کہنا ہے ہم تو آپ پر ایمان لائیں گے نہیں۔ جب تک کہ آپ اسی مکہ میں ہمارے لئے اسی زمین میں سے ایک چشمہ نہ جاری کر دیں۔ کیونکہ یہ زمین سخت پتھریلی بلکہ نری پہاڑی ہی پہاڑی ہے۔ اب آپ اسے کھود ڈالیں اور اس میں چشمے ہی چشمے بہا دیں۔ اس لئے کہ ہم کو چشموں کی ضرورت ہے یا آپ کا کھجوروں اور انگوروں کا ایک بڑا سا باغ ہو کہ آپ بھی اس میں سے کھائیں (پیئیں) اور ہمیں بھی خوب کھلائیں (پلائیں) اور اس کے بیچ بیچ میں بہت سی نہریں پھیلا دیں یا جاری کر دیں۔ یا جیسا کہ آپ گمان کر چکے ہیں آسمان ہی کا ایک ٹکڑا گرا دیں۔ کیونکہ یہ تو آپ کہہ چکے ہیں۔ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ شاید ہم ایسے ہی کہیں پھر کہنے لگا یا تم اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے ہی لا کر کھڑا نہ کر دو۔ یا اچھا یوں سہی کہ آپ کا کوئی مکان سونے کا ہو کہ اس میں سے ہمیں بھی کچھ دیجئے جس سے ہم بھی مالدار ہو جائیں۔ پھر ممکن ہے کہ ہم سرکش بن جائیں۔ کیونکہ آپ یہ بھی تو کہہ چکے ہیں كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ۝ پھر بولا آپ آسمان ہی پر نہ چڑھ جائیں۔ اور ہم تو آپ کے آسمان پر چڑھ جانے پر بھی اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ آپ ہمارے نام ایک خط نہ بھیجیں جسے ہم پڑھ کر دیکھیں۔ (اور جس کا مضمون یہ ہو) "حکمت والے زبردست خدا کی طرف سے۔ عبداللہ بن ابی امیہ مخزومی اور اس کے ساتھیوں کے نام تم لوگوں کو لازم ہے کہ تم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب پر ایمان لاؤ کہ یہ میرا رسولؐ ہے اور اس کی سب باتوں کو سچا جانو کہ وہ میری طرف سے کہتا ہے"

اے محمدؐ! اگر یہ سب بھی کرو تو بھی یہ نہیں معلوم کہ میں تم پر ایمان لاؤں گا کہ نہ لاؤں گا۔ بلکہ اگر تم ہم سب کو آسمان تک لے چلو اور آسمان کے دروازے بھی کھل جائیں اور ہمیں تم ان کے اندر بھی پہونچا دو تب بھی ہم تو یہی کہے جائیں گے کہ یہ اور کچھ نہیں ہماری نظر بندی کر دی گئی ہے۔ اور ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔

رسول خدا اے عبداللہ تجھے اور بھی کچھ کہنا ہے یا بس؟